ورفعنا لک ذکرک

اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔ (القرآن)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم



مصنف

علامہ منظور احمد سعیدی

چشتیاں شریف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

تقریظ

امابعد! آج کیسا پرکیف پرسرور دِن ہے کہ حضرت العلام منظور احمد سعیدی دامت برکاتہم العالیہ **ساکن چشتیاں شریف** کی عظیم الشان کتاب میلاد النبی شریف ہمارے ہاتھوں میں ہے جوکہ اس موضوع پر منفرد کتاب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت کے وہ پرکیف حالات و واقعات جوکہ اجلہ محدثین اور متبحر علماء کی کتب سے جس خوبصورت انداز میں اِکٹھے کئے گئے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت مولانا موصوف نے یہ کتاب تحریر فرما کر امام اہلسنّت غزالی زماں سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور شاگرد ہونے کا حق ادا فرمایا اور عوام الناس پر احسانِ عظیم فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع خلائق اور خود مولانا موصوف دامت برکاتہم العالیہ کیلئے وسیلہ نجات اُخروی بنائے۔

سیّد ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم۔ ملتان شریف

17 مئی 2006

مقدمہ

فقیر نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام تبیین الہدیٰ ہے عربی کتاب میرے پاس موجود ہے اور محفوظ ہے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ عربی کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ کردوں تاکہ اس کا ہر ایک کو پورا فائدہ ہو۔عربی کتاب اہلسنّت کے تمام مقاصد کی جامع ہے۔ اس سے پہلے علماء کرام نے اپنے مسلک پر کتابیں لکھیں اس فقیر نے ایسی کتاب لکھی جس میں بہت دلائل تحریر کیئے۔

کتاب کی خصوصیات

- ☆ طلباء کرام کیلئے بندہ نے کافی مواد اِکٹھا کردیا کہ طالبِ عالم بہت کتابوں سے بے پرواہ ہوجائیں گے۔
- ☆ واعظین ومقررین اور بڑے اجتماع میں بولنے والوں کو انتہائی فائدہ دے گی۔
- ☆ کتاب کا اُردو ترجمہ ہر مطالعہ کرنے والے کو خوش کرے گا۔
- ☆ میری یہ کتاب مناظرین کیلئے ایک مددثابت ہوگی۔

اس کتاب میں مسلک حق کی تحقیق ہے اور حق پر بہت دلائل قائم کیئے گئے۔کتاب کی طباعت کا مقصد اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ وعز برہانہٗ کی رِضا ہے اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے جو کہ دنیا وآخرت میں کامیابی ہے۔

کتاب کے پانچ جز عربی میں لکھے گئے۔دو کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے اور تیسرے کا اردو ترجمہ ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اپنے مسلک کے تمام مسائل پر لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔کتاب کے پہلے حصے کا نام میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اس حصہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کا ذکر ہے اور آپ کی خلقت اور آپ کی پیدائش کا ذکر ہے۔اب ان کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں جن سے میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اخذ کیا گیا۔

مآخذ

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین کے نام
۱	تفسیر ابن عباس	عبداللہ ابن عباس صحابی رسول
۲	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی
۳	تفسیر روح المعانی	سیّد محمود آلوسی بغدادی
۴	تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسوی
۵	تفسیر جلالین	جلال الدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر سیوطی جلال الدین محلی
۶	تفسیر صاوی	شیخ احمد صاوی
۷	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
۸	مشکوٰۃ المصابیح	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی
۹	بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاری
۱۰	مسلم شریف	ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری
۱۱	ترمذی شریف	محمد بن عیسیٰ ترمذی
۱۲	مواہب اللدنیہ	ابوالعباس احمد بن محمد الخطیب قسطلانی
۱۳	خصائص کبریٰ	جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی
۱۴	جواہر البحار	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی
۱۵	زرقانی	امام عبدالعظیم زرقانی
۱۶	انسان العیون	علامہ نورالدین حلبی
۱۷	سیرت ابن ہشام	امام ابومحمد عبدالملک ابن ہشام
۱۸	انوار محمدیہ	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی
۱۹	حجۃ علی العالمین	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی
۲۰	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۲۱	معارج النبوۃ	ملا معین کاشفی
۲۲	البدایہ والنہایہ	ابوالفداء اسماعیل بن کثیر
۲۳	فتاویٰ حدیثیہ	علامہ احمد بن محمد مکی
۲۴	ردالمحتار (شامی)	سیّد محمد عابدین
۲۵	تاریخ الخلفاء	جلال الدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر سیوطی
۲۶	مثنوی شریف	امام جلال الدین رومی محمد بن محمد حسینی
۲۷	شرح شفاء	علی بن سلطان محمد قاری
۲۸	الزواجر عن اقتراف الکبائر	علامہ ابن حجر مکی ہیتمی
۲۹	مقالات کاظمی	استاذ المحدثین والمفسرین السید احمد سعید کاظمی
۳۰	حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی
۳۱	بوستاں	شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی
۳۲	دیوان حفیظ	حفیظ جالندھری
۳۳	الاشباہ والنظائر	---
۳۴	شمائل ترمذی	ابوعیسیٰ ترمذی
۳۵	سیرت شامی	محمد بن یوسف دمشقی (تلمیذ السیوطی)
۳۶	شرح مختصر (النعمت الکبریٰ)	سیّد احمد عابدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے جس نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے ظاہر فرمایا اور دنیا اور آخرت کو اپنے حبیب کے نور سے نکالا تو آپ تمام انوار کے نور اور اصل ہیں اور رحمت کاملہ سلام ہو اس ذات پر جو تمام انوار کی جامع ہے جس سے تمام راز رونما ہوئے اور آپ کی اولاد اور اصحاب پر درود وسلام ہو جنہوں نے اللہ جل مجدہ الکریم کے مظہر اتم کی اقتدا کی۔ حمد اور صلوٰۃ کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان حدیثوں کو اِکٹھا کروں جو آپ کے فضل کیساتھ تعلق رکھتی ہیں ان سے آپ کا نور ذات ہونا ہے اور تمام علوم کلی اور جزئی کا عالم ہونا ہے اور تمام مخلوق پر حاضر اور مطلع ہونا ہے اور تمام مخلوق کا مددگار ہونا ہے اور حیاۃ حقیقۃ کے ساتھ زندہ ہونا اور آپ کا پاکیزہ ہونا ہے یہ ان مسائل سے ہیں جو مسلک اہل سنت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

علم کے طلبہ کی سہولت کیلئے حدیثیں جمع کیں تو میں اس بڑے مقصد میں شروع ہوا۔ کتاب کا نام تبیین الہدیٰ ہے۔ اس کتاب میں کئی مقصد ہیں۔

پہلا مقصد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کے اثبات میں ہے

نص نمبر-۱ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یقیناً تمہارے پاس اللہ سے بڑی شان والا رسول آیا اور روشن کتاب آئی۔

نور کی قسمیں

پہلا قسم وہ نور ہے جس کا دیکھنا ممکن ہو، دوسرا قسم وہ نور ہے جس کا دیکھنا ممتنع اور ناممکن ہو سورج، چاند اور ستارے پہلا قسم ہیں اور نور ایمان اور نور ہدایت اور نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت کا نور دوسرا قسم ہے وہ نور جس کا دیکھنا ممکن ہو وہ حسی نور ہے اور جس نور کا دیکھنا ناممکن ہو وہ معنوی نور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کے جامع ہیں اور یہ مسئلہ متفقہ ہے علماء حق کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں علماء حق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسی نور ہیں اور نور ذات ہیں اُمت کے بڑے عالم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیتِ مذکورہ کے تحت فرمایا کہ نور سے مراد اللہ کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیتا ہے۔ (ابن عباس ج ۱ص ۷۲) محقق آلوسی نے فرمایا کہ نور سے مراد نور الانوار نبی مختار ہیں قتادہ اسی طرف گئے زجاج نے اسی کو پسند کیا۔ (روح المعانی، ص ۹۷) اور شیخ اسماعیل حقی نے فرمایا کہ پہلے لفظ یعنی نور سے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مراد ہیں اور دوسرے لفظ سے قرآن مراد ہے۔ (روح البیان، ص ۵۴۸) امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا نور سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مراد ہے۔ امام فخر الدین رازی نے فرمایا نور میں مختلف قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ نور سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور کتاب سے قرآن مراد ہے۔ (تفسیر کبیر، ص ۲۸۲) محقق آلوسی نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات بعید نہیں کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ سوال عطف مغایرۃ ذاتی کو چاہتا ہے یہاں مغایرۃ ذاتی نہیں ہے جواب عنوان کی مغایرۃ عطف کیلئے کافی ہے۔ عنوان کی مغایرۃ مغایرۃ ذاتی کی جگہ اتاری گئی اور شیخ احمد صاوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور اس لئے رکھا گیا کہ آپ نگاہوں کو منور فرماتے ہیں اور انہیں سیدھا راستہ دِکھاتے ہیں اور نام رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ہر نور کی حسی اور معنوی کی اصل ہیں۔ (صاوی، ص ۳۴۹)

میں کہتا ہوں کہ ہم بریلوی آپ کی ذات کے نور ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ کے نور صفت ہونے کا انکار نہیں کرتے اس عقیدہ پر کوئی نقص وارد نہیں ہوتا اور مخالف کہتا ہے کہ آپ فقط نور ہدایت ہیں یہ بات مفسرین کی تصریح کے خلاف ہے یہ مقید قول قبول نہیں کیا جائے گا۔ دوسری خرابی ذات جوہر ہے ہدایت عرض ہے عرض جوہر کے تابع ہوتا ہے نور ذات تسلیم کرنے سے نور صفت تسلیم ہوسکتا ہے نور ہدایت جو کہ عرض ہے عرض کا قیام جوہر کے تحقق کے بغیر لازم آئیگا عرض کا تحقق جوہر کے تحقق کے بغیر محال اور خلاف عقل ہے ہم بریلوی کہتے ہیں کہ آیت میں نور کا لفظ بے قید اور مطلق ہے اپنے اطلاق پر جاری ہوگا تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ آپ نور ذات بھی ہیں اور نور ہدایت بھی ہیں مطلق کو مقید کرنے سے قرآن پاک کے مطلب میں تبدیلی لازم آئے گی اور مفہوم قرآن میں تبدیلی کفر ہے۔

نص نمبر-۲ ترجمہ: اے نبی ہم نے آپ کو حاضر و ناظر اور کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکانے والا چراغ بنا کر بھیجا۔ سراج منیر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے قاضی ثناء اللہ نے کہا آپ اپنے قلب اور قالب کے اعتبار سے چراغ کی طرح ہیں ایمان والے آپ کا رنگ حاصل کرتے ہیں اور آپ کے نور کیساتھ منور ہو جاتے ہیں جیسا کہ سورج کے نور سے جہاں منور ہو جاتا ہے اور چراغ سے گھر روشن ہو جاتا ہے۔ (مظہری، ص ۳۵۴)

مفسر قاضی ثناء اللہ کی مراد یہ ہے کہ آپ کا دل اور آپ کا قلب یعنی جسم مبارک نور ہے۔ رشید احمد گنگوہی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔ منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں تو اگر کسی انسان کو روشن کرنا محال ہوتا تو آپ کی ذات پاک کو یہ کام حاصل نہ ہوتا کیونکہ آپ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مگر آپ نے اپنی ذات پاک کو ایسا پاکیزہ بنا دیا کہ خالص نور ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو نور فرمایا۔ (مقالات کاظمی، ج ۲ ص ۱۴۸) ۔ (بحوالہ امداد السلوک) اس کلام سے پیارے آقا کا نور عین ہونا اور جسم اقدس کا نورانی ہونا ثابت ہوا۔

چراغ سے تشبیہ کی حکمت

آپ کو چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور اصل چراغ کا نور کم نہیں ہوتا اور اہل ظاہر و شہود نے اتفاق کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا کی اور آپکا نور ذرّہ بھر کم نہیں ہوا۔

سراج منیر فرمانے کی دوسری حکمت

وہ یہ ہے کہ جیسے چراغ جلانے سے اس کی چاروں طرف روشن ہو جاتی ہیں اسی طرح پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آفتاب دُنیا کی تمام طرفوں کو منور فرما رہا ہے۔

تیسری حکمت

وہ یہ کہ آپ کا نور ساری اُمت کو منور فرما رہا ہے جیسے چراغ سے تمام طرفیں منور ہو جاتی ہیں نابینا نہ چراغ کو دیکھ سکتا ہے نہ اس کی روشنی سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے جن کی دل کی آنکھ نہیں وہ آپ کا ظاہر دیکھتے ہیں آپ کو حقیقۃً نہیں دیکھ سکتے ابوجہل اور اسکے پیروکاروں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ کریم نے فرمایا پیارے محبوب آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ اپنی آنکھ سے آپکو دیکھتے ہیں حالانکہ وہ دل کی آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے حقیقۃً آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔

قرآن پاک کی دو آیتوں سے محبوب کا نور عین ہونا ثابت ہوا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا — بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا
تیری نسل پاک سے ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اسی طرح بہت سی احادیث آپ کی حسی نورانیت کی دلیل ہیں۔

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور عین ہونے پر احادیث کا سلسلہ

حدیث نمبر-۱ ......امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے، اے اللہ! میرے دل میں نور کردے اور میری قبر میں نور کردے میرے سامنے نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے اور میرے دائیں طرف نور کردے میری بائیں طرف نور کردے میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے اور میرے کان میں نور کردے اور میری نگاہ میں نور کردے اور میرے بالوں میں نور کردے اور میرے چمڑے میں نور کردے اور میرے گوشت میں نور کردے اور میرے خون میں نور کردے اور میری ہڈیوں میں نور کردے اور میرے نور کو بڑا بنادے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے سراپا نور بنادے۔ (ترمذی، ج۲ص ۱۷۸، مشکوٰۃ شریف، ص۱۰۶ بحوالہ بخاری ومسلم، ج۱ص۲۶۱)

ان کتب میں زبان اور پٹھوں کے نور بننے کا بھی ذکر ہے یہ حدیث آپ کے نور عین ہونے کی صراحت کرتی ہے اور آپ کی تمام طرفوں کے نور ہونے کی صراحت کرتی ہے معلوم ہوا کہ محبوب کا مسکن اور روضہ مطہرہ بھی نور ہے نورانی شخصیت نور میں جلوہ گر ہے دعا سے پہلے نور نہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دعا کبھی ایک نعمت کے ثابت رہنے اور باقی رہنے کیلئے ہوتی ہے اور کبھی شے مطلوب کی ترقی کیلئے ہوتی ہے اور کبھی دوسرے مقاصد کیلئے ہوتی ہے۔

حدیث نمبر-۲ ......ابن مبارک اور ابن الجوزی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور کبھی بھی آپ سورج کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے مگر آپکی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آگئی اور آپ کبھی چراغ کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ (زرقانی، ج۱ص۲۴۹)

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ کا چودھویں کے چاند کی طرح چمکنا

حدیث نمبر-۳......حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں ہند ابن ابی ہالہ سے پوچھا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے والے تھے اور میں یہی چاہتا تھا کہ ماموں میرے لئے کوئی آپ کے حلیے کی ایسی چیز بیان کریں جس کو محفوظ کرلوں تو انہوں نے بیان کیا کہ آپ بڑی شان والے معظم تھے جن کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (شمائل ترمذی، ص۲)

آنکھ والو آؤ دیکھو ماہ طیبہ کی ضیاء
آسماں کے چاند کا تو پھیکا پھیکا نور ہے

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ کی روشنی میں رات کے وقت سوئی کا نظر آنا

حدیث نمبر-٤......اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں سحری کے وقت کپڑا سی رہی تھی مجھ سے سوئی گرگئی اور چراغ بجھ گیا۔ اچانک مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہوئے تو میں نے آپ کے نورانی چہرہ کے روشنی میں سوئی اُٹھائی تو میں نے کہا کہ آپ کا چہرہ کتنا پر رونق ہے اور آپ کا رُخسار کتنا زیادہ روشن ہے۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! ہلاکت ہے ہر طرح کی ہلاکت ہے اس کیلئے جو قیامت کے دن مجھے نہیں دیکھے گا میں نے کہا وہ کون ہے جو قیامت کے دن آپ کو نہیں دیکھے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ بخیل جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے وہ مجھے نہیں دیکھے گا۔ (جواہر البحار، ج۳ ص۳۰)

جگمگا اُٹھے ہیں عرش و فرش و کرسی نور سے
اللہ اللہ کیا چمک کیا روشنی کیا نور ہے

حدیث نمبر-۵......حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ربیع بنت معوذہ کو کہا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصف بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ اگر تم آپکو دیکھو گے تو تم کہو گے کہ سورج چڑھ چکا ہے۔
(خصائص کبریٰ، ص۱۷۹)

حدیث نمبر۔٦ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی گویا کہ آپ کے چہرہ میں سورج چلتا تھا اور جب آپ ہنستے تو دیواریں چمک اُٹھتیں۔

(مواہب اللدنیہ، ص۱۷۲)

حدیث نمبر۔۷ ...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن آپ کا چہرہ چاند کی طرح تھا۔ (خصائص کبریٰ، ص۱۷۹)

حدیث نمبر۔۸ ...... ابو اسحاق سے اور وہ ہمدان کی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں عورت نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے عورت سے کہا کہ آپ کی تشبیہ دو آپ کس چیز جیسے تھے؟ عورت نے کہا آپ چودھویں کے چاند جیسے تھے۔ (خصائص کبریٰ، ص۱۷۹)

حدیث نمبر۔۹ ...... جابر ابن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا جبکہ آپ پر سرخ پوشاک تھی میں آپ کی طرف نظر کرتا اور چاند کی طرف دیکھتا میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ (شمائل ترمذی، ص۲)

حدیث نمبر۔۱۰ ...... حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے جبکہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے کہ جب میں نے آپ پر سلام کیا اسوقت آپ کا چہرہ خوشی کی وجہ سے بجلی کی طرح چمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپکا چہرہ روشن ہو جاتا اور اسی طرح ہم آپ سے یہ حقیقت پہچانتے تھے۔ (بخاری شریف، ج۱ص۵۰۲)

حدیث نمبر۔۱۱ ...... اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشی کی حالت میں اُن پر داخل ہوئے آپ کے چہرہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ (بخاری شریف، ج۱ص۵۰۲)

حدیث نمبر۔۱۲ ...... عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر کے دو دانتوں میں کشادگی تھی آپ جب بولتے آپ کے نورانی دانتوں سے نور نکلتا ہوا دیکھا جاتا۔ (شمائل ترمذی، ص۳)

ان تمام احادیث سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نورعین ہونا اور نور حسی ہونا ثابت ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورعین تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج۱ص۱۲۹) اور اسی صفحہ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر مبارک سے قدم مبارک تک تمام نور تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ آیت انما انا بشر مثلکم متشابہات سے ہے اور محدث مذکورہ نے کہا کہ آپ کا نور آپ کے خدام کی طرف بھی سرایت کرتا ہے۔

آپ کے نور کا خدام کی طرف سرایت کرنا

حدیث نمبر-۱۳ ......صحابیٔ رسول طفیل کا واقعہ ابن کلبی سے روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت طفیل کا نام ذوالنور اس لئے پڑا کہ جب طفیل پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کی قوم کیلئے دعا فرمائی حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ مجھے ان کی طرف بھیجیں اور میرے لئے کوئی نشانی بنادیں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ طفیل کیلئے نور پیدا فرما آپ کی دعا کے فوراً بعد ان کی دو آنکھوں کے درمیان نور چمکا پیشانی چمک اُٹھی۔ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ باری تعالیٰ میں خوف کرتا ہوں کہ لوگ مجھے مثلہ کہیں گے تو وہ نور ان کے چابک کے کنارہ کی طرف منتقل ہوگیا تو ان کا چابک تاریک رات میں چمکتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ص۳۲۸)

اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کا واقعہ

حدیث نمبر-۱٤ ......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اپنے کسی کام کے متعلق بات چیت کرتے رہے رات کا کچھ حصہ گزر گیا رات تاریک تھی دونوں گھر کی طرف لوٹتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹا سا عصا تھا ایک صحابی کا عصا چمک اُٹھا اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے۔ جب ہر ایک کا راستہ جدا ہوگیا تو دوسرے کا عصا بھی چمک اُٹھا۔ ہر ایک اپنے عصا کی روشنی میں اپنے گھر پہنچا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۵۴۴)

خلاصہ...... پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی نور آپ کا جسم مبارک نور آپ کا دل مبارک ایمان وحکمت سے لبریز اور نور آپ کا رہائش کا مکان نور مرقد منیف روضہ اطہر نور آپ کے تمام اصحاب نور۔ امام ربانی عارف یزدانی جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے بہت خوب فرمایا ؎

اسم نور و جسم نور و جان نور　　　اہل نور و بیت نور و جملہ اصحاب نور

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

مستنیر از تابش یک آفتاب　　　عالمے واللہ اعلم بالصواب

ایک آفتاب کی چمک سے تمام جہان روشن ہوگیا۔

امام جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے دفتر سوم مثنوی شریف صفحہ ۲۶۰ میں قافلہ عرب کا واقعہ لکھا جنہوں نے سخت پیاس کی وجہ سے موت کا یقین کرلیا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی امداد فرمائی۔

ناگہا نے آں مغیث ہر دو کون مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

اچانک دو جہاں کے فریاد رس مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امداد کیلئے ظاہر ہوئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سیاہ رنگ کا غلام اونٹ پر پانی کا مشکیزہ لے کر اپنے مولیٰ کی طرف جا رہا ہے۔ لوگ اس کی طرف گئے اور کہا تمہیں اللہ کے رسول بلاتے ہیں وہ جب آ گیا تو

جملہ رازاں مشک او سیراب کرد اشتران و ہر کسے زاں آب خورد

آپ نے تمام قافلہ کو اس کی مشک سے سیراب کیا انسانوں حیوانوں سب نے پانی پیا۔

نبی پاک علیہ السلام نے مہربانی فرمائی حبشی کی مشک جو کہ خالی ہو چکی تھی بھر دی اور سیاہ حبشی کو سفید رنگ والا چمکدار چاند کی طرح بنا دیا جب غلام مسلمان ہو کر چودھویں کا چاند بن کر اپنے مالک کے پاس پہنچا تو مالک اس کو نہ پہچان سکا۔

آں یکے بدریست مے آید زدور میز ند بر نور روز از روش نور

مالک نے کہا یہ جو دور سے آ رہا ہے ایک چودھویں کا چاند ہے جس کا چہرہ نور ہی نور ہے۔

غلام نے کہا!

دیدہ ام صدرے و بدرے گشتہ ام صاحب فضلے و قدرے گشتہ ام

میں نے ساری کائنات کے سردار کو دیکھا اور چودھویں کا چاند بن گیا فضیلت والا اور شان والا ہو گیا۔

نور کی پھونک بھی نور بنا دیتی ہے

الحاوی للفتاویٰ ص ۲۶۰ پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ شیخ صفی الدین نے اپنے رسالہ میں کہا انہوں نے کہا مجھے شیخ ابوالعباس حرار نے کہا کہ میں ایک دفعہ روضہ مصطفیٰ پر حاضر ہوکر روضۂ مصطفیٰ میں داخل ہوا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ آپ اولیاء کیلئے منشور ولایت لکھ رہے ہیں اور آپ نے میرے بھائی محمد کیلئے منشور ولایت لکھا شیخ کے بڑے بھائی ولی تھے ان کے چہرہ پر ایسا نور رہوتا جو کسی پر مخفی نہیں کہ وہ ولی ہیں ہم نے ابوالعباس حرار سے پوچھا کہ محمد کا چہرہ کیوں چمکتا ہے انہوں نے کہا کہ میرے بھائی محمد جب پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ میں داخل ہوکر آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر دم کیا تو اس نورانی پھونک نے ان کا چہرہ نورانی بنا دیا۔

اگر کوئی آپ کی سنت پر چلے اور آپ کی ذات میں فنا ہو جائے تو وہ بھی خالص نور ہو جاتا ہے۔ عارف رومی نے فرمایا ؎

چوں فناش از فقر پیرایہ شود   او محمد وار بے سایہ شود

ولایت کی وجہ سے جب کامل کیلئے فنافی الرسول ہونا زیور ہو جاتا ہے
وہ کامل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح بے سایہ ہو جاتا ہے۔ (مثنوی، ص ۴۰۷)

اس صدی کے مجدد شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال اسی طرح آپ کا سایہ آپ کی عمر کے آخر میں ختم ہو گیا۔ لاڑکانہ کے ڈاکٹر شمس الزماں نے بیان کیا کہ آپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں بہت گریہ فرماتے تھے اور آپ کا سایہ ختم ہو گیا تھا۔

حدیث نمبر-۱۵ ......حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپکا سایہ سورج کے سامنے نہیں تھا اور نہ چاند کے سامنے۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا۔ بندہ گزارش کرتا ہے اُمت کے کاملین کے سایہ کا ختم ہونا بالتبع ہے۔ ابن سبع نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلے آپ کا سایہ نہیں دیکھا گیا اور آپ کا قول آپ کی دعا میں کہ باری تعالیٰ مجھے نور بنادے اس مقصد کی دلیل ہے یعنی جب آپ نور ہیں تو نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(خصائص کبریٰ، ص ۲۴۹)

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

امام قسطلانی نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمین پر سایہ واقع نہیں ہوا اور نہ سورج میں آپ کا سایہ دیکھا گیا نہ چاند میں۔

(مواہب اللدنیہ، ج ۳ ص ۲۴۹)

شیخ اسماعیل حقی نے کہا کہ آپ کا زمین پر سایہ واقع نہیں ہوا کیونکہ آپ نور محض ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور سایہ نہ ہونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ نے دنیاوی سایہ والا وجود ختم کردیا اور آپ صورۃ بشر میں متمثل ہیں۔ (روح البیان، ج ۷ ص ۲۰۸)

سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت بھی ہے آپ ہر چیز سے زیادہ لطیف ہیں ہر چیز کا سایہ لطیف ہوتا ہے آپ کی ذات نورانی سایہ سے بھی زیادہ لطیف ہے سایہ نہ ہونے کی یہ حکمت بھی ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز کے مثل ہوتا ہے جب آپ بے مثل ہیں تو آپ کا سایہ نہیں ہے اگر آپ کا سایہ ہوتا تو وہ آپ کا مثل قرار پاتا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میں آپ کے انوار کو دیکھتا ہوں اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھتا ہوں نگاہ کے ختم ہونے کے ڈر سے غرضیکہ انبیاء کرام ملائکہ کرام اولیاء عظام سب آپ کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

اور یہ جو روایت کی گئی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کی قبلہ کی طرف میں ہوتے آپ جب سجدہ کرتے مجھے اشارہ کرتے میں اپنے پاؤں سکیڑتی جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں پھیلاتی آپ بیان کرتی ہیں ان دِنوں میں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ (بخاری، ج ۱ ص ۷۳)

یہ بعض احوال پر محمول ہے نور نہ چمکنے میں حکمتیں ہیں۔ نمبر ۱ تاریکی میں نماز جائز ہے۔ نمبر ۲ مرد عورت کے آپس میں اشتغال سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ کے نور سے تاریک گھر منور ہو جاتے تھے۔

مقصد ثانی ﴿ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عالم ارواح کی نورانیت کے بیان میں ہے

﴿دوسرے مقصد میں دس فصل ہیں﴾

فصل نمبر-۱

محققین علماء کرام نے بغیر سند کے اپنی تصنیفات میں یہ حدیث درج کی چنانچہ مواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۲ پر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا اور ایمان والے میرے نور سے پیدا کئے گئے ایک روایت میں ہے کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

(مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۲۷)

ایک روایت میں ہے سب سے پہلے اللہ کریم نے میری روح کو پیدا کیا۔ ایک روایت میں ہے اللہ نے پہلے عقل کو پیدا کیا۔ ایک روایت میں ہے ہر چیز سے پہلے اللہ نے موتی کو پیدا کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے قلم کو پیدا کیا۔

(جواہر البحار، ج ۴ ص ۱۷۱)

روح سے مراد نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کا نور ہے۔ روح اور نور میں کوئی منافات نہیں جب پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نورِ الٰہی سے جلوہ گر ہوا تو وہ نور ممتاز ہوا اس نور ذات نے اپنے آپ کو پہچانا اور اپنے ربّ کو پہچانا اس اعتبار سے نور ذات کو عقل کلی کہا گیا دو روایتوں میں بظاہر منافات ہے وہ نور اور قلم والی دو روایتیں ہیں اوّل تخلیق ایک چیز کی ممکن ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اوّل مخلوق ہوگا یا قلم اوّل مخلوق ہوگا۔

صوفیہ علیہ نے جواب دیا کہ قلم سے مراد قلم اعلیٰ ہے اور یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی ہے آپ کے نور کی قلم اعلیٰ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ نورِ مصطفےٰ نے بارگاہِ غیب سے اللہ کا فیض لیا اور تمام مخلوق کو وہ فیض پہنچایا اور ہر چیز نے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے فیض ایسے لیا جیسے کہ خط قلم کے واسطہ سے سیاہی سے فیض لیتا ہے اسی فیضان کے اعتبار سے اس نور کو قلم کہا گیا یہ نور عالم کو فیض پہنچاتا ہے اور لوح عالم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

علماء کرام کا جواب......قلم کی اوّلیت اضافی ہے حقیقی نہیں ہے قلم کا اوّل مخلوق ہونا بقیہ موجودات کے اعتبار سے ہے۔

اوّل مخلوق حقیقی نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھے

قرآن اور حدیث سے اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

دلیل نمبر ۱......اللہ کریم نے فرمایا وانا اول المسلمین اور میں پہلا مسلمان ہوں اسلام کا پہلے ہونا وجود کے اول ہونے کو چاہتا ہے جو پہلے پیدا ہوگا اول اسلام اسی کا ہوگا۔

دلیل نمبر ۲......عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے بتائیں کہ سب سے پہلے اللہ کریم نے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر! ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا وہ نور اللہ کریم کی قدرت کیساتھ جہاں اس نے چاہا چلتا رہا اس وقت لوح نہ تھی اور قلم نہ تھا اور نہ جنت تھی اور نہ ہی نار تھی اور نہ کوئی فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ انسان جب اللہ کریم نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اس نور کے چار حصے کئے۔ نمبر ا سے قلم، نمبر ۲ سے لوح، نمبر ۳ سے عرش پیدا کیا۔ ۴ حصہ کے ۴ جز کئے۔ نمبر ا سے حملۃ العرش، نمبر ۲ سے کرسی، نمبر ۳ سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ جز اربع کے چار جز کئے۔ نمبر ا سے مومنوں کی نگاہوں کا نور، نمبر ۲ سے ان کے دلوں کا نور، نمبر ۳ سے نور انس پیدا فرمایا اور وہ توحید ہے۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ اے جابر! سب سے پہلے اللہ کریم نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اس وقت لوح نہیں تھی قلم نہیں تھا۔ ثابت ہوا کہ اوّل مخلوق بے قید نورِ مصطفیٰ ہے اور قلم بقیہ موجودات سے پہلے ہے۔

دلیل نمبر ۳......نورِ مصطفیٰ کے حقیقی اوّل مخلوق ہونے کی تائید روایت عمر سے ہوتی ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے جس کے نور کو پیدا کیا اس نور نے اللہ کیلئے سجدہ کیا تو سات سو سال وہ سجدہ میں رہا تو ہر چیز سے پہلے میرے نور نے اللہ کیلئے سجدہ کیا یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اے عمر کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ میرے نور سے اللہ کریم نے عرش کو پیدا کیا اور کرسی کو میرے نور سے پیدا کیا اور لوح اور قلم کو میرے نور سے پیدا کیا۔ سورج اور چاند کو میرے نور سے پیدا کیا اور نگاہوں کا نور میرے نور سے پیدا کیا اور عقل کو میرے نور سے پیدا کیا اور مومنوں کے دلوں میں معرفت کا نور میرے نور سے پیدا کیا اور کوئی فخر نہیں۔ (جواہر البحار، ج ۲ ص ۳۴۵) جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود صراحت فرمائی کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے میرے نور کو پیدا کیا تو کل میں قلم بھی داخل ہے اور جب یہ بیان ہوا کہ لوح وقلم کو اللہ کریم نے میرے نور سے پیدا کیا تو قلم کا اوّل مخلوق حقیقی سمجھنا باطل قرار پایا اور روایتِ جابت سے قلم کی اوّلیت اضافی متعین ہوگئی۔

دلیل نمبر ٤...... دلیل عقلی ہے وہ یہ ہے کہ بے قید اوّل مخلوق ایک چیز ہوسکتی ہے کیونکہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کی غیر ہوں بے قید اوّل مخلوق نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ دونوں چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ پیدا ہوں گی تو اول کوئی بھی نہ ہوگی اگر وہ دونوں چیزیں اس حال میں پیدا ہوں کہ ایک چیز پہلے ہو دوسری چیز بعد میں پیدا ہو تو جو پہلے پیدا ہوگی اول مخلوق وہی ہے بعد میں پیدا ہونے والی چیز اول نہیں آخر ہوگی۔ ثابت ہوا کہ اول مخلوق ایک ذات ہے اس کے مختلف نام ہیں۔

خاص تنبیہ...... علماء محققین نے اول مخلوق نورِ مصطفیٰ کو متعین کر دیا اور جن علماء کرام نے روح مصطفیٰ کو اول مخلوق قرار دیا ان کی مراد نور مصطفیٰ ہے کیونکہ روحانیت جو وصف اور عرض ہے بغیر ذات کے قائم نہیں ہوسکتا ذات قائم بنفسہٖ ہے روح ذات کے ساتھ قائم ہوسکتی ہے خود بخود قائم نہیں ہوسکتی۔ علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا اپنی مخلوق کی ایجاد کا اور اپنے رزق کی تقدیر کا تو اس نے بارگاہ احدیت میں اپنے خصوصیات انوار صمدیہ سے حقیقت محمدیہ کا اظہار فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۲۷)

عارف تجانی نے کہا کہ اول موجود جس کو اللہ کریم نے بارگاہ غیب سے موجود فرمایا وہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روح ہے پھر اللہ نے تمام جہان کی روحیں آپ کے نور سے پیدا فرمائیں۔ (جواہر البحار، ج ۳ ص ۵۰) عارف تجانی نے من نورہ بول کر متعین کر دیا کہ روح سے مراد نور ذات ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ...... ایک شر ذمہ قلیلہ کہتا ہے کہ روایت جابر میں نور نبیک میں نور سے مراد روح نبی مراد ہے یہ مراد قطعاً باطل ہے نور سے مراد نور ذات اور آپ کے لطیف جوہر کا نور مراد ہے نور سے روح مراد لینے کی تردید قرآن پاک سے ہوتی ہے وہ یہ کہ انا اول المسلمین میں انا مبتدا ہے ذات کی تعبیر اَنا سے ہوتی ہے عرض پر حکم نہیں لگتا ایک دلیل بیان ہوگئی دوسری دلیل یہ ہے کہ روایت جابر جس کو محدث گاذرونی نے اپنی سیرت میں نقل کیا کہ نور جب حجابات سے نکلا اسے اللہ کریم نے زمین میں گاڑ دیا تو زمین میں مرکوب ہونے سے تمام روئے زمین مشرق اور مغرب ایسے چمک اُٹھے جیسے تاریک رات میں چراغ چمکتا ہے۔ (جواہر البحار، ص ۴۰۸) نور کا زمین میں رکوب اور اس نور کا تمام دنیا کو منور کر دینا یہ دونوں آپ کے جوہر لطیف کی صفتیں ہوسکتی ہیں کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے عالم امر جہات سے مقید نہیں ہوتا یوں نہیں کہا جاتا کہ روح زمین میں مرکوز کی گئی یوں کہا جاتا ہے کہ جوہر زمین میں مرکوز کیا گیا۔

دلیل نمبر ۳ ...... وہ یہ ہے کہ یہ نور صلب آدم علیہ السلام میں ودیعت رکھا گیا جو ہر لطیفہ کا ودیعت رکھا جانا امر معقول ہے ایک جسم میں دو روحوں کا ودیعت رکھا جانا ناممکن ہے۔ باپ کی پشت میں اولاد کی روح نہیں رکھی جاتی بلکہ روح شکم مادر میں پھونکی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰) ابن مسعود والی روایت کا مفاد یہی ہے۔ (خلاصہ مقالات کاظمی، ص ۲۰)

دلیل نمبر ٤ ......نور نبی میں اضافت بیانیہ ہے جو نبی ہے وہی نور ہے۔ (مقالات کاظمی، ص ۱۲) دلائل بیان ہو گئے حدیث جابر کا کچھ حصہ جو علامہ قسطلانی نے بیان کیا وہ لکھا جاتا ہے محدث گاذرونی نے بیان کیا کہ اللہ کریم نے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا اور بارہ ہزار سال مقام حب میں رکھا اور بارہ ہزار سال مقام خوف میں جلوہ گر فرمایا اور بارہ ہزار سال مقام رِجا میں اور بارہ ہزار سال مقام حیا میں جلوہ گر فرمایا اور بارہ ہزار سال مقامات عبودیت میں جلوہ گر فرمایا۔

وہ مقامات یہ ہیں:۔

(۱) حجاب کرامت (۲) حجاب سعادت (۳) حجاب رؤیت (٤) حجاب رحمت (۵) حجاب رافت (٦) حجاب حلم

(۷) حجاب علم (۸) حجاب وقار (۹) حجاب سکینہ (۱۰) حجاب صبر (۱۱) حجاب صدق (۱۲) حجاب یقین

جب حجابات سے نور نکلا تو اللہ کریم نے اس نور کو زمین کے خاص حصہ میں جلوہ گر کیا تو وہ نور مشرق و مغرب کے درمیان چمکتا تھا جیسا کہ تاریک رات میں چراغ چمکتا ہے۔ (جواہر البحار، ج ۳ ص ۳۱)

نورِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا کرنے کی حکمت

حکمت یہ ہے اللہ کریم ایک مخفی خزانہ تھا وہ تنہا تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی اس نے پسند فرمایا کہ وہ پہچانا جائے تو اس نے اپنا حسن الوہیت چمکایا تو اس کی یہ تجلی لا محدود تھی اس کی آخری طرف کوئی نہیں تھی اسی لا محدود تجلی کا نام حقیقت احمدیہ ہے چونکہ یہ تجلی لا محدود ہے اور اس تجلی جیسا چمکدار نور کوئی نہیں اور اللہ کریم کے پیارے محبوب اسی تجلی کا عکس ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے میرے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت کوئی نہیں جانتا

وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کریم کی ذات سے پیدا ہوئے اللہ کریم نے چاہا کہ میرے جلوے ذات اقدس کے اسی ہستی میں جلوہ فرما سکتے ہیں جو میرے حسن ذات سے پیدا ہوئے اور نور ذات کا جاننا ناممکن ہے اگر حقیقتِ احمدیہ کو اس مقام سے دُور کر دیا جائے تو تمام کائنات ختم ہو جائے۔ اگر حقیقت احمدیہ نہ ہوتی تو ساری کائنات ختم ہو جاتی حقیقت احمدیہ کی سخت چمک کی وجہ سے اللہ کریم نے عرش کو پیدا فرمایا اور عرش سے اوپر ستر حجاب پیدا کئے ایک حجاب سے دوسرے تک ستر ہزار سال کی مسافت ہے اور ہر حجاب کا مقدار ستر ہزار سال کی مسافت ہے اس سے اوپر ایسی فضا ہے جس کی مسافت کو اللہ کریم کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی کا نام عالم الرقا ہے یہی عالم اللہ کے اسماء کا مظہر ہے عالم الرقا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ہے اور یہی حقیقت احمدیہ ہے اور یہ حقیقت عرش و کرسی، لوح و قلم، آسمان و زمین، جنت و جہنم اور تمام جہان کو محیط ہے اور اس نور کا نام حقیقۃ الحقائق ہے۔ دوسرا نام عالم کا ہیولیٰ (اصل) ہے تمام اجسام گویا کہ تاریک گھر تھے جب حقیقت احمدیہ نے ان کا احاطہ کیا تو وہ تمام جسم منور ہو گئے اس بارگاہ سے انوار کے فیضان کی وجہ سے اور یہ حقیقت اللہ کریم کی ذاتی تجلی ہونے کی بناء پر اللہ کریم کی تمام صفات کے ساتھ موصوف ہے اور نسبت الٰہیہ کے ساتھ بھی موصوف ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اور نسبت کونیہ سے بھی موصوف ہے۔

اللہ کریم ہر چیز کی تدبیر جس کی اس نے ایجاد کرنی ہے اسی حقیقت کے سپرد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے مطابق اس کے معلومات میں وہی حقیقت تصرف کرتی ہے وہ حقیقت اللہ سے علم پا کر مخلوق کی مدد کرتی ہے۔

حقیقتِ احمدیہ سے اللہ کریم کا کلام

اللہ کریم نے جب حقیقتِ احمدیہ اور نورِ محمدی کو پیدا فرمایا تو فرمایا اے محبوب میں نے آپکو اپنے اسماء اور اپنی صفات مرحمت فرما دیں جس نے آپ کو دیکھا جس نے آپ کو جانا اس نے مجھے جانا اور جو آپ سے ناواقف رہا وہ مجھ سے ناواقف رہا جب یہ نور مخلوق ہو چکا تو اس نے اپنی ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف سفر شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے نور محبوب کو اپنی زیارت سے نوازا تو محبوب کے نور نے تمام وہ راز اور حکمتیں جان لیں جو اللہ کریم نے آپ میں ودیعت رکھیں اور آپ کو اپنا حادث ہونا ثابت ہوا اور آپ نے اپنی ہستی کو اچھی طرح جان لیا یہی پہچان آپ کی مددگار غذا بنی یہی معرفت آپ کی روزی بنی رہی اور اسی کے ساتھ آپکی حیات ہمیشہ رہی محبوب کے نور سے اللہ کریم نے تجلی اقدس فرما کر پوچھا کہ آپکے نزدیک میرا کیا نام ہے؟ نور نے جواب دیا تو میرا ربّ ہے محبوب نے اللہ کریم کو ربوبیت والی بارگاہ میں پہچانا اور یہ قدیم ذات الوہیت کے ساتھ اکیلی ہے اللہ کریم کی ذات کو کوئی نہیں جانتا مگر محبوب کی ذات تو اللہ کریم نے فرمایا تو میرا مربوب ہے میں تیرا ربّ ہوں میں نے آپ کو اپنے نام عطا کر دیئے اپنی صفتیں دے دیں میں اسرارِ الٰہیہ کے ساتھ آپ کی مدد کروں گا اور ان کے ساتھ آپ کی تربیت کروں گا میرے راز آپ کے اندر مہیا ہوں گے آپ میرے رازوں کو پہچانیں گے اور میں نے ان رازوں کے ساتھ جو آپ کی مدد کی اس امداد کی کیفیت آپ سے پردہ میں رکھی کیونکہ اس کی کیفیت کی برداشت کی طاقت آپ میں نہیں اگر آپ امداد کی کیفیت کو جان لیں تو دلیل اور مدلول عبد اور معبود کا ایک ہونا لازم ہوگا عبد جو مرکب ہے بسیط ذات معبود کا مقابلہ نہیں کر سکتا کسی حقیقت کا اُلٹ نہیں ہو سکتا۔

معدن اسرار علام الغیوب برزخ بحرین امکان و وجوب

علام الغیوب کے رازوں کا آپ معدن ہیں بحر امکان اور بحر وجوب کی آپ درمیان حد ہیں۔

تمام علوم اور معارف کا حقیقت محمدیہ میں ودیعت رکھنا

اللہ کریم نے جب حقیقت محمد یہ کو پیدا فرمایا تو آپ کی حقیقت میں تمام وہ چیزیں جو مخلوق کیلئے تقسیم فرمائیں ودیعت رکھیں علوم اور معارف کے فیض اور اسرار و تجلیات کے فیض اور انوار اور حقائق کے فیوض اور یہ چیزیں اپنے تمام احکام اور مقتضیات اور لوازم کے ساتھ ودیعت فرمائیں اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب تک کمالاتِ الٰہیہ کے دیکھنے میں ترقی فرما رہے ہیں آپ کے سوا کسی کیلئے ان کمالات کا طمع نہیں ہوسکتا اور وہ کمالات کبھی ختم نہیں ہوتے اور حقیقتِ محمد یہ اللہ تعالیٰ کے غیوب سے اعظم غیب ہے کوئی شخص ان چیزوں پر مطلع نہیں ہوسکتا جو آپ میں ودیعت ہیں معارف اور علوم اسرار و تجلیات، فیوضات عطایا مواہب بلند احوال اور پاکیزہ اخلاق سے جو آپ میں ہیں ان پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا نہ عام نہ مرسلین نہ انبیاء یہ تمام چیزیں آپ کی خصوصیات سے ہیں۔ تمام انبیاء اور مرسلین تمام ملائکہ اور مقربین تمام اقطاب اور صدیقین تمام اولیاء اور عارفین نے آپ کے جس اجمال یا تفصیل پر اطلاع پائی وہ حقیت محمد یہ کا فیض ہے البتہ حقیقت احمد یہ میں جو کچھ ودیعت ہے اس پر اطلاع کا طمع بھی کسی کو نہیں ہوسکتا۔

مقامات خمسہ...... آپ کے پانچ مقام ہیں:۔

(۱) مقام السر (۲) مقام الروح (۳) مقام العقل (٤) مقام القلب (٥) مقام النفس۔

مقام السر وہ حقیقت محمد یہ ہے جو خالص نورِ الٰہی ہے مخلوق سے خاص بلند ہستیاں بھی اس کے ادراک اور فہم سے عاجز ہیں۔ حقیقت محمد یہ کو انوارِ الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اور چھپا دیا گیا تو اس کا نام روح رکھ دیا گیا پھر انوارِ الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اب اس کا نام عقل رکھ دیا گیا پھر انوار الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اب اس کا نام قلب رکھا گیا حقیقت محمد یہ کو انوارِ الٰہیہ کا لباس پہنایا گیا اب اس کا نام نفس رکھا گیا۔

بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان...... آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت محمد یہ پر اطلاع پانے کیلئے میں نے معارف کی گہرائی میں غوطہ لگایا تو اچانک میرے اور حقیقت محمد یہ کے درمیان ایک ہزار حجاب تھے اگر میں پہلے حجاب کا قرب حاصل کروں تو جیسے آگ میں بال جل جاتا ہے ایسے جل جاؤں۔

شیخ عبدالسلام کا بیان...... انہوں نے کہا کہ حقیقتِ محمد یہ کو معلوم کرنے کیلئے تمام فہم سمجھیں ختم ہوگئیں نہ کوئی پہلا اس حقیقت کو جان سکا نہ بعد میں آنے والا۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان...... خلیفہ ثانی حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ رابع سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو نہیں دیکھا خواجہ اویس قرنی نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو نہیں دیکھا خواجہ صاحب نے ورطہ معارف میں غوطہ لگایا حقیقت محمد یہ کو معلوم کرنے کیلئے تو آپ کو کہا گیا کہ یہ ایک ایسا امر ہے جس سے اکابر رسل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام عاجز رہ گئے کسی دوسرے کیلئے اس حقیقت کو معلوم کرنے کا طمع ناممکن ہے۔

حقیقت احمدیہ اور باقی ممکنات کے حادث ہونے میں فرق

ساری کائنات حادث ہے لیکن وہ حادث ازلی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حادث ہیں لیکن ازلی الوجود ہیں مطلب یہ ہے کہ آپ ممکن ہیں لیکن آپ کے حادث ہونے کے وقت کو کوئی نہیں جانتا کوئی یہ نہیں بیان کرسکتا کہ آپ کے نور پیدا ہونے سے آج تک وقت کتنا گزر چکا ہے، ہم دنیا کی عمر کو جانتے ہیں کہ وہ ساڑھے سات ہزار سال ہے اور حقیقت احمدیہ کے پیدا ہونے کے وقت کو ہم نہیں جانتے۔

حقیقت احمدیہ کے متعلق احادیث کا سلسلہ

علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے ربّ کے سامنے نور تھا۔ (مواہب اللدنیہ، ج ۱ ص ۴۹)

☆ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ربّ کے سامنے نور تھا وہ نور تسبیح کیا کرتا تھا اور فرشتے اسی نور والی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (جواہر البحار، ص ۲۹۸)

☆ امام زرقانی نے کہا کہ شیخ مسلم نے اپنے مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ قریش تخلیق آدم سے دو ہزار برس پہلے بارگاہِ الٰہی میں نور تھا وہ نور تسبیح کرتا تھا اور فرشتے اس نور والی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (زرقانی، ج ۱ ص ۴۹)

☆ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا فرمایا اے جبریل! تیری عمر کتنے سال ہے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! میں نہیں جانتا اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ جو ستر ہزار سال کے عرصہ میں ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا جس کو میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں تو آپ نے فرمایا اے جبریل! میرے ربّ جل جلالہ کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔ (انسان العیون، ص ۴۹)

اس حدیث سے جانا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجود عینی روحانی کے ساتھ اس وقت سے متصف ہیں جسے کوئی بھی نہیں جانتا اسی وجہ سے شیخ محی الدین ابن العربی نے آپ کی وصف میں فرمایا کہ آپ ازلی حادث ہیں اور دائم ابدی مخلوق ہیں اور کلمہ فاصلہ اور جامعہ ہیں اگر تم کہو کہ حدوث اور ازلیۃ دونوں ایک دوسرے کیلئے ظاہر ضد ہیں تو دونوں کا اجتماع کیسے ہوسکتا ہے اسکے جواب کا سمجھنا ایک اور حقیقت کے سمجھنے پر موقوف ہے دوسری بات یہ ہے کہ حدوث دو قسم پر ہے نمبرا حدوث ذاتی نمبر۲ حدوث زمانی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں سے موصوف ہیں حدوث ذاتی سے متصف ہونا اس لئے ہے کہ آپ کی ذات وجوب کا تقاضا نہیں کرتی اور حدوث زمانی سے متصوف ہونا وہ یوں ہے کہ آپ کی عنصری اور جسمانی زندگی پر عدم زمانی آچکا ہے اور آپ کا ازلی ہونا او راعتبار سے ہے ازلیت کی دو قسمیں ہیں ازلیت وجود علمی کے اعتبار سے نمبر۲ ازلیت وجود عینی روحانی کے اعتبار سے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں اعتبار سے ازلی ہیں۔ آپ کی ازلیت وجود علمی کے اعتبار سے تو وہ ایسے ہے کہ اللہ کے علم میں آپ کا عین ثابتہ ازلی ہے۔ آپ کی ازلیت وجود عینی روحانی علمی کے اعتبار سے تو وہ یوں ہے کہ آپکا روح پیدا ہوا اس وقت زمانہ پیدا نہیں ہوا تھا کیونکہ زمانہ بھی آپکے روحانی وجود کے بعد پیدا ہوا اور مکان بھی اگر تم کہو کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ازلیت مان لینے سے اللہ کی ذات میں شرک لازم آئے گا۔ کیونکہ اللہ کی ذات ازلی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بھی تم نے ازلیت ثابت کردی جواب یہ ہے کہ اللہ کی ذات بالذات ازلی ہے اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازلیت اللہ کی ازلیت کے ساتھ قائم ہے اللہ کی ازلیت اس کی سلبی نعت ہے اللہ کریم پر عدم طاری نہیں ہوا یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازلیت کا یہ مطلب ہے کہ آپ ایک وقت نہیں تھے لیکن اللہ بھی ہمیشہ سے ہے اس کا حبیب بھی ہمیشہ سے ہے لیکن آپ کے اوپر عدم تھا لیکن موجود ہونے کے وقت کو ہم نہیں جانتے وہاں تک وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

سوال...... حقیقتِ محمد یہ جسم ہے یا غیر جسم ہے اگر جسم ہے تو اس وقت حیز نہیں تھا جسم کیلئے حیز ضروری ہے جب نور محمدی پیدا ہوا تھا اس وقت زمانہ بھی نہیں تھا مکان بھی نہیں تھا۔ یہ سوال فقط ایک تقدیر پر ہو سکتا ہے حقیقتِ محمد یہ کو جسم ماننے کی تقدیر پر ہے۔

جواب...... یہی ہے کہ نورِ محمد اور جسم دونوں میں منافات ہے جسم کیلئے ضروری ہے نور محمد نہ جسم ہے نہ اس کیلئے حیز کی ضرورت ہے۔

حیز کی تعریف

اہلسنّت کے نزدیک حیز فراغ موہوم کا نام ہے جس کا کوئی تحقق نہیں اگر اس کا تحقق فرض کرلیں تو اس کو حیز کی ضرورت ہوگی اور دور لازم آئیگا ہر ایک حیز دوسرے کا محتاج ہوگا اگر ہر ایک دوسرے کا محتاج نہ ہوا ایک حیز دوسرے کا محتاج ہو دوسرا تیسرے کا محتاج ہو وھلم جرا تو تسلسل لازم آجائیگا سوال مذکور تو ہو سکتا ہے اگر حیز امر وجودی ہوا اہلسنّت کے نزدیک حیز امر وجود نہیں بلکہ امر موہوم ہے بعض علماء نے اس حقیقت میں بحث کرنے میں تعسف کیا اور کہا اس میں بحث کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ وہ حقیقت جوہر ہوگی یا عرض ہوگی اگر جوہر ہو تو مکان کی محتاج ہوگی جس میں وہ حلول کرے جب وہ حقیقت مکان کی محتاج ہوگی تو مستقل بالوجود نہیں ہوگی مکان کے بغیر تو اس حقیقت کے موجوع ہونے اور اس کے مکان موجود ہونے کا وقت ایک ہوگا تو وہ حقیقت اوّل نہیں ہوگی کیونکہ حقیقت محمد یہ اور مکان دو چیزیں بیک وقت پیدا ہوئیں اور اگر وہ حقیقت عرض ہو تو اس پر کوئی کلام نہیں کیونکہ عرض کا وجود قلیل وقت میں ہوتا ہے پھر عرض کا وجود زائل ہو جاتا ہے تو اولیت کہاں رہی جس کے تم قائل ہو جواب یہ ہے کہ حقیقتِ محمد یہ حقیقت میں جوہر ہے اس کی دو نسبتیں ہیں نسبت نورانی اور نسبت ظلمانی جوہر کا محل کا محتاج ہونا یہ تعین دُرست نہیں اس تعین کا اعتبار وہ شخص کرتا ہے جس کا عقل مقام اجسام میں اڑ گیا ہو تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ان مخلوقات کو بغیر محل کے پیدا فرمادے استحالہ عقلیہ۔ عقل تو یہی بات متعین کرتا ہے کہ اجسام محل کے بغیر نہیں پائے جاتے اجسام کا محل کے بغیر وجود محال ہے اللہ کریم کی یہی عادت ہے جسے اللہ نے چلایا عقل اسی بات پر اڑ گیا کہ یہ بات فضاء حقائق میں اس نے جاری نہیں کی وہ حقائق کو محل کے بغیر بھی مخلوق فرما سکتا ہے اللہ کریم نے حقیقت محمد یہ کو اس حال میں پیدا فرمایا کہ وہ جوہر ہے حقیقت محمد یہ محل کی محتاج نہیں جس کیلئے حقیقت الٰہیہ ظاہر ہوگئی اس نے یقیناً جانا کہ جہان کا بغیر محل کے پیدا کرنا دُرست ہے۔

حقیقت محمدیہ کے اسماء

(۱) تعین اول (پہلا تعین) (۲) قلم اعلیٰ (۳) امرُ اللہ (اللہ کا حکم) (٤) عقل اول (پہلا عقل) (٥) سدرۃ المنتہیٰ (٦) حد فاصل (واجب اور ممکن میں درمیانی حد) (۷) مرأۃ صورۃ الحق (صورت حق کا آئینہ) (۸) انسان کامل (۹) قلب (تمام جہان کا دل) (۱۰) ام الکتاب (۱۱) کتاب المسطور (۱۲) روح القدس (۱۳) روح الاعظم (١٤) تجلی ثانی (١٥) حقیقۃ الحقائق (١٦) العلماء (۱۷) روح کلی (۱۸) امام مبین (۱۹) عرش (جس پر اللہ کریم نے مکمل جلوہ فرمایا) (۲۰) مرأۃ الحق (حق کا آئینہ) (۲۱) مادہ اولی (پہلا مادہ) (۲۲) معلم اول (پہلے استاد) (۲۳) نفس الرحمٰن (٢٤) فیض اول (٢٥) درہ بیضا (سفید موتی) (٢٦) مرأۃ الحضرتین (اللہ اور انسان کا آئینہ) (۲۷) جامع برزخ (۲۸) واسطۃ الفیض والمدد (فیض الٰہی اور مدد الٰہی کا واسطہ) (۲۹) حضرۃ الجمع (۳۰) مجمع البحرین (دریاء وجوب اور امکان کے ملنے کی جگہ) (۳۱) مرأۃ الکون (دنیا کا آئینہ) (۳۲) مرکز الدائرہ (دائرہ امکان کا مرکز) (۳۳) وجود ساری (دنیا کی ہر شے میں سرایت کرنے والا وجود) (٣٤) نور الانوار (ہر نور کا اصل) (٣٥) ظل اول (اللہ کا پہلا سایہ) (٣٦) ہر موجود میں سرایت کرنے والی حیاۃ (۳۷) اسماء الٰہی اور صفات الٰہی کی بارگاہ (۳۸) ایسا حق جس کے ساتھ ہر چیز پیدا کی گئی۔

(جواہر البحار سے تفصیل طلب کی جائے۔)

انسان کامل

اللہ تعالیٰ کے تمام مراتب کا نام انسان کامل ہے مراتب الٰہیہ کی تفصیل مرتبہ نمبر ا مرتبہ احدیت اس کا دوسرا نام جمع الجمع ہے اسی کا نام حقیقۃ الحقائق ہے اسی کا نام عمائیۃ ہے اور یہ وجود کا مرتبہ ہے بشرط لاشی۔

مرتبہ نمبر۲ اللہ کا دوسرا مرتبہ واحدیث ہے اس مرتبہ کا دوسرا نام مقام الجمع ہے یہ وجود کا مرتبہ بشرط شی ہے وجود یا اپنی تمام اشیاء لازمہ کی شرط کے ساتھ لیا جائے گا تو وہ مقام واحدیت ہے یہ مرتبہ اس اعتبار سے کہ وہ مظاہر اسماء اور اعیان حقائق کو ان کے ان کمالات کی طرف پہنچاتا ہے جو ان کی خارجی استعداد کے مناسب ہیں اس کا نام مرتبہ اسم باطن مطلق اول علیم رکھا جاتا ہے ہر ایک اعیان ثابتہ کا رب ہے۔ وجود یا کلیات اشیاء کی شرط کے ساتھ لیا جائے گا تو وہ اسم الرحمٰن عقل اول کے رب کا مرتبہ ہے اس مرتبہ کو (لوح القضا) (ام الکتاب) (قلم اعلیٰ) کا نام دیا جاتا ہے اور وجود جب اس شرط سے لیا جائے کہ کلیات اس وجود میں تفصیلی جزئیات ہوں تو وہ اسم الرحیم کا مرتبہ ہے اس مرتبہ کا نام (لوح القدر) لوح محفوظ کتاب مبین ہے اور جب وجود اس شرط سے لیا جائے کہ جزئیات مفصلہ اس وجود میں جزئیات متغیرہ ہوں تو وہ اسم ماحی مثبت کا مرتبہ ہے اس کا نام لوح المحو والاثبات ہے جب وجود اس شرط سے لیا جائے کہ وہ صور نوعیہ روحانیہ اور جسمانیہ کو قبول کرتا ہو تو وہ اسم قابل کا مرتبہ ہے اور جب وجود اس شرط سے لیا جائے کہ اس میں تاثیر اور تاثر کی قابلیت بھی ہے تو وہ اسم فاعل کا مرتبہ ہے جسے موجد اور خالق کہا جاتا ہے اور جب وجود کو صور روحانیہ کی شرط سے لیا جائے تو وہ اسم علیم مفصل مدبر کا مرتبہ ہے اور جب وجود صور حسیہ غیبیہ کی شرط سے لیا جائے تو وہ اسم مصور کا مرتبہ ہے اور جب وجود صور حسیہ حاضرہ کے اعتبار سے لیا جائے تو وہ اسم ظاہر مطلق کا مرتبہ ہے۔

تمام مراتب الٰہیہ کو اِکٹھا کرنے سے اور مراتب کونیہ عقول نفوس کلیہ جزئیہ کے جمع کرنے سے انسان کامل بنتا ہے (تو انسان کامل وہ ہے جس میں تمام مراتب الٰہیہ پائے جائیں اور دنیا کے تمام مراتب پائے جائیں اور طبیعت کے مراتب آخر تنزلات وجود تک ان کا نام عمائیۃ بھی رکھا جاتا ہے) مراتبہ الٰہیہ اور مراتب طبیعت میں ربوبیت اور مربوبیت کا فرق ہے اس وجہ سے کہ انسان کامل میں تمام مراتب الٰہیہ پائے جاتے ہیں وہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ وعز برہانہ کے خلیفہ بن گئے۔

عوالم کلیه کا بیان

نمبر۱......عقل اوّل عالم کلی ہے کیونکہ وہ تمام حقائق عالم پر مشتمل ہے اوراس کی صورتوں پر۔

نمبر۲......نفس کلی بھی عالم کلی ہے کیونکہ وہ ان تمام جزئیات پر مشتمل ہے، جن پر عقل اول مشتمل تھا عقل اول عالم کی حقیقتوں پر مشتمل تھا نفس کلی ان حقائق کی جزئیات پر مشتمل ہے۔

نمبر۳......انسان کامل بھی عالم کلی ہے انسان کامل دونوں کا جامع ہے عقل اول کا بھی اور نفس کلی کا بھی انسان کامل اپنے مرتبہ روح میں اجمالی طور پر اور مرتبہ قلب میں تفصیلی طور پر عالم کلی ہے۔ عقل اول سے اسم رحمٰن جانا جاتا ہے نفس کلی سے اسم رحیم جانا جاتا ہے اور انسان کامل سے اللہ کا اسم اور اس کی ذات جانی جاتی ہے جیسے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے ذاتِ حق کو دیکھا اور اسی طرح ممکنات کے افراد سے ہر فرد عالم ہے اس وجہ سے عوالم غیر متناہی ہیں لیکن عوالم کلیہ بالنسبت الی الحضرات الکلیہ پانچ ہیں: (۱) حضرت الغیب المطلق ہے اس کا عالم اعیان ثابتہ کا عالم ہے وہ اعیان جو اللہ کی علمی بارگاہ میں ثابت ہیں۔ حضرت غیب مطلق کا مقابل حضرت شہادت مطلقہ ہے اس کا عالم عالم ملک ہے۔ (۲) حضرت الغیب المضاف اس کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر۱ ایک قسم غیب مضاف کا وہ ہے جو شہادۃ مطلقہ کے زیادہ قریب ہے اس کا عالم ملکوت ہے۔ نمبر۲ دوسرا قسم غیب مضاف کا وہ ہے جو غیب مطلق کے زیادہ قریب ہے اور اس کا عالم عالم جبروت ہے۔

عوالم کی فہرست

(۱) عالم الاعیان الثابتہ (۲) عالم جبروت (۳) عالم ملکوت (٤) عالم ملک۔ پانچ حضرات کلیہ اور ان کے عوالم بیان ہو گئے البتہ نمبر (٥) وہ کلی بارگاہ جو حضرات کلیہ اربعہ کی جامع ہے انسان کامل کا عالم ہے۔

عالم ملک عالم ملکوت کا مظہر ہے اور وہ عالم جبروت کا مظہر ہے یعنی عالم مجردات اور وہ اعیان ثابتہ کا مظہر ہے اور وہ اسماء الٰہیہ اور حضرۃ وحدانیہ کا عالم ہے اور وہ حضرۃ احدیہ کا مظہر ہے اور یہ عوالم کتب الٰہیہ ہیں کیونکہ وہ اللہ کے کلمات تامہ کو محیط ہیں۔

۱ تو عقل اول اور نفس کلی ۱ جو کہ اُم الکتاب کی صورت ہیں ام الکتاب حضرت علمیہ کا نام ہے۔ ۱ دونوں کتاب الٰہی ہیں۔ کبھی عقل اول کو ام الکتاب کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اجمالاً اشیاء کا احاطہ کرتی ہے اور نفس کلی کو کتاب مبین کہا جاتا ہے کیونکہ کتاب مبین میں اشیاء کا تفصیلی طور پر ظہور ہے اور جسم کلی میں نفس منطبعہ کو اس حیثیت سے کہ اس کا تعلق حوادث سے ہے۔ ۲ کتاب المحو والاثبات کہا جاتا ہے اور انسان کامل ان مذکورہ کتب کی جامع کتاب ہے کیونکہ انسان کامل عالم کبیر کا نسخہ ہے تو انسان کامل اپنے روح اور اپنے عقل کے اعتبار سے کتاب عقلی ہے جس کا نام ام الکتاب رکھا جاتا ہے اور من حیث النفس آپ کا نام کتاب المحو والاثبات رکھا جاتا ہے اور من حیث القلب، کتاب اللوح المحفوظ نام رکھا جاتا ہے تو وہ معزز بلند شان پاکیزہ کتابیں ہیں انہیں وہ ہاتھ لگا سکتے ہیں جو ظلمانی حجابوں سے پاکیزہ ہوں اور وہی ان کے اسرار اور معانی کو معلوم کر سکتے ہیں۔

اس بیان کے ساتھ جانا گیا کہ انسان کامل تمام مراتب الٰہیہ کے ساتھ متصف ہے اور انسان کامل حضرت الٰہیہ کی پہلی صورت ہے جس کا خارج میں ظہور ہوا تمام ممکنات آپ ہیں حقیقت میں موجود بھی آپ ہیں باقی سب کچھ آپ کا عکس ہے۔

محبوبِ الٰہی کی تخلیق نورِ ذات سے ہوئی

اور باقی انبیاء کی تخلیق نورِ صفات سے ہوئی

شیخ عبدالکریم جیلی نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمالات میں اکیلے ہیں اور بالاجماع تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں کیونکہ آپ اللہ کے نورِ ذات سے پیدا ہوئے اور آپ کے سوا جو کچھ ہے اسماء اور صفات کے انوار سے پیدا ہوا اسی وجہ سے اللہ کریم نے آپ کو ساری مخلوق سے پہلے پیدا کیا جیسے ذات صفات پر مقدم ہوتی ہے اسی طرح اللہ کریم کی ذات کے مظہر مظہرِ صفات پر مقدم ہیں آپ نے اپنے متعلق روایت جابر میں خبر دی کہ اے جابر! اللہ نے ہر ایک چیز سے پہلے تیرے نبی کی روح کو پیدا کیا پھر اسی سے عرش کو اور اس کے بعد اسی سے تمام جہان کو پیدا کیا اس حدیث میں بیان ہوا کہ تمام جہان کی تخلیق آپ کے نور سے ترتیب دی گئی خواہ اوپر کا جہان ہو یا نیچے کا۔

آپ کے نورِ ذات سے پیدا ہونے میں راز یہ ہے کہ ذات کا وجود حکم میں صفات سے پہلے ہوتا ہے ورنہ ذات صفات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتیں ذات حکم میں پہلے ہوتی ہے وقت میں ذات کا پہلے ہونا ضروری نہیں ذات کا صفات پر مقدم ہونا وجود میں ضروری ہے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجود میں مقدم ہیں کیونکہ آپ فقط ذات ہیں تمام جہان اسی ذات کی صفتیں ہیں تمام جہان کے آپ کے نور سے پیدا ہونے کا یہی مطلب ہے تو آپ ذاتی الوجود ہیں اور آپ کے سوا ہر شے صفاتی الوجود ہے۔

نورِ ذات سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے عالم میں جلوہ گر ہونے کا ارادہ فرمایا تو ذات کے کمال نے چاہا کہ اپنے ذاتی کمال کے ساتھ جہان کی زیادہ کامل ہستی میں جلوہ گری فرمائے تو اس نے اپنے نورِ ذات سے اپنی ذات کی تجلی کیلئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا کیونکہ تمام جہان اللہ کی ذاتی تجلی کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ سارا جہان انوارِ صفات سے پیدا ہوا تو پیارے آقا جہان میں بمنزلہ دل کے ہیں جس نے نورِ ذات کو برداشت کیا۔ آپ نے اپنے قول کہ یٰسین قرآن کا دل ہے کے ساتھ اسی طرف اشارہ فرمایا یٰسین نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے آپ نے ارادہ فرمایا کہ تمام قلوب اور ارواح اور تمام جہان جو وجود میں آئے ان کی حیثیت میرے سامنے ہیکل کی ہے اور میری حیثیت دل کی ہے باقی موجودات جیسے آسمان و زمین اللہ کی ذاتی تجلی برداشت نہیں کر سکتے اللہ کریم نے اپنے نبی کی زبان پر فرمایا کہ زمین میری تجلی ذاتی کی برداشت اور تاب نہیں لا سکتی اور نہ آسمان تاب لا سکتا ہے اگر میری ذاتی تجلی کی تاب لا سکتا ہے تو وہ میرے کامل بندہ کا قلب ہے تو انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور موجودات سے باقی مقربین کسی کے پاس معرفت ذاتیہ کی تاب کی طاقت نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قلب الوجود ہیں۔ آپ کے پاس معرفت ذاتیہ کی ذات طاقت ہے اور آپ نے اپنے قول کے ساتھ اسی طرف اشارہ فرمایا کہ میرا اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ کوئی مقرب فرشتہ میرے نور کو دیکھنے کی تاب لا سکتا ہے نہ نبی مرسل آپ نے ملائکہ اور انبیاء کو آسمان اور زمین کی طرح قرار دیا کہ اللہ کے نورِ ذات کو نہ آسمان و زمین برداشت کر سکتے ہیں نہ ملائکہ مقربین نہ انبیاء و مرسلین ہاں یہ سب اللہ کے نورِ صفات کی تاب لا سکتے ہیں نورِ ذات کی تاب لانے والے فقط جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ قلب قرآن ہیں کیونکہ آپ کا نام یٰسین ہے (یٰسین قرآن کا دل ہے) دل ہی اس معرفت کی تاب لا سکتا ہے جس کی تمام آسمان و زمین اور کل دنیا تاب نہ لا سکی۔

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا بیان

آپ نے فرمایا کہ حقیقت محمد یہ پہلا ظہور ہے اور تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے مراد یہ ہے کہ تمام حقائق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام ہوں سب اسی حقیقت کا سایہ اور عکس ہیں حقیقت محمد یہ ہر چیز کی اصل ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کریم نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا اور تمام ایمان والے میرے نور سے پیدا کئے گئے تو یہ حقیقت تمام کائنات اور اللہ کریم کے درمیان ایک حد ہے اس وجہ سے آپ کے واسطہ کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے تو آپ انبیاء و مرسلین کے نبی ہیں اور تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں اس وجہ سے کہ آپ کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے اولوالعزم انبیاء نے آپ کی اُمت سے ہونے کی آرزو کی جیسے کہ آپ سے یہ بات وارد ہوئی۔

سوال...... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آپ کی اُمت بننے میں کون سا کمال ہے جو ان کو حاصل نہ ہو سکا حالانکہ ان میں دولتِ نبوت پائی جاتی ہے؟

جواب...... وہ کمال حقیقۃ الحقائق تک پہنچنا ہے اور آپ کے ساتھ اتحاد ہے اس حقیقت تک پہنچنا اور اس سے متحد ہونا تابع ہونے اور وارث ہونے کے ساتھ ہو سکتا ہے تابع ہونا اور وارث ہونا آپ کے کمال فضل پر موقوف ہیں۔ تابع ہونا وارث ہونا اُمت کے اخص الخواص کا نصیب ہے جو آپ کی اُمت نہیں ہوگا وہ اس دولت تک نہیں پہنچے گا اور اس کے حق میں ذات باری سے حجاب نہیں اُٹھے گا ذات باری سے حجاب کا اٹھنا ایک بننے اور اُمت ہونے میں ہے۔

امت جب فنا فی الرسول ہوگی ذات باری کا نور مشاہدہ کرے گی انبیاء کرام علیہم السلام چونکہ اللہ کی صفات کا نور ہیں ان میں اللہ کے صفات کا نور مشاہدہ کرنے کی تاب ہے اُمتِ محمدیہ نور ذات کا مشاہدہ کر سکتی ہے۔ اللہ کریم نے اسی حیثیت سے فرمایا کہ اے امتِ محمدیہ! تم بہترین اُمت ہو جو کہ لوگوں کے فائدہ کیلئے نکالی گئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ عظام کے ہر فرد سے افضل ہیں اسی طرح آپ کل کائنات من حیث الکل سے افضل ہیں اصل کی اپنے سایہ پر فضیلت ہوتی ہے اگر چہ وہ ظل ہزاروں سایوں کو اپنے ضمن میں رکھتا ہو جیسے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ جل مجدہ الکریم سے کسی بھی ظل کی طرف فیض کا پہنچنا اصل کے واسطہ سے ہوتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس بیان سے اس امت کے خواص کی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت لازم آگئی کہ خاص امت سے حقیقۃ الحقائق تک پہنچیں اور آپ کے واسطہ سے وہ نور ذات کے مشاہدہ تک پہنچیں۔ جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اُمت کے خواص کی فضیلت لازم نہیں آتی بلکہ ایک دولت میں خواص امت کی شرکت لازم آتی ہے وہ یوں کہ امت کے خواص بھی نور ذات کے مشاہدہ تک پہنچے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الحقائق کے واسطہ سے نور ذات کے مشاہدہ تک پہنچے۔ جب ان میں یہ فضیلت ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ سے پائی گئی اور اس کے علاوہ ان نفوس قدسیہ میں اور بہت کمالات ہیں اور خصوصیات بھی ہیں اُمتِ محمدیہ کی فضیلت تو در کنار برابری بھی نہیں ہو سکتی برابری محال ہے برابری فقط ایک چیز نور ذات کے مشاہدہ میں ہے۔

اس امت کا اخص الخواص اگر انتہائی ترقی کرے تو ادنیٰ الانبیاء کے قدم تک بھی نہیں پہنچ سکتا برابری کی گنجائش کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمارا کلمہ ہمارے مرسلین عباد کیلئے سبقت کر گیا۔

سوال...... کیا حقیقتِ محمدیہ جو حقیقۃ الحقائق ہے حقائق ممکنات سے جس کے اوپر کوئی حقیقت نہیں سے اوپر ترقی ہو سکتی ہے۔

جواب...... اس حقیقت سے اوپر ترقی ناجائز اور محال ہے کیونکہ اس سے اوپر لاتعین کا مرتبہ ہے متعین کا لامتعین تک پہنچنا محال ہے۔ معلوم ہوا کہ حقیقۃ الحقائق سے ترقی غیر واقع اور ناجائز ہے اس حقیقت سے قدم کا اٹھانا اور اس سے اوپر قدم رکھنا وجوب میں قدم رکھنا ہے اور امکان سے نکلنا ہے اور وہ عقلاً شرعاً محال ہے۔

سوال...... اس تحقیق سے لازم آتا ہے کہ خاتم الرسل کیلئے بھی اس حقیقت سے ترقی غیر واقع ہے۔

جواب...... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اپنی بلند شان اور جلالت قدر کے باوجود ہمیشہ ممکن ہیں امکان سے بالکل نہیں نکلتے وجوب سے بالکل نہیں ملتے اور اوپر بڑھنا الوہیت کو مستلزم ہے۔ واقعہ معراج مستثنیٰ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذاتِ الٰہی کے ساتھ انتہائی قرب

دلیل نمبر ۱...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرأۃ الوجود ہیں وجود واجب ہو یا ممکن دونوں کا آپ آئینہ ہیں اسی مقصد پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے یقیناً وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے یہ بات معلوم ہے کہ صحابہ کے ہاتھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے معلوم ہوا کہ آپ وجود واجب کا آئینہ ہیں اسی وجہ سے آپ کی بیعت اللہ کی بیعت ہے آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

دلیل نمبر ۲...... آپ کے وجود واجب کے آئینہ ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہے کہ صحابہ کرام ہر ایک کو راضی کریں ضمیر مفرد منصوب اللہ اور اس کے رسول کے ایک ہونے کی دلیل ہے مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی ذات کا مظہر ہیں گویا وہ دونوں اس حیثیت سے ایک ہیں اللہ کریم نے ضمیر مفرد اسی لئے استعمال فرمائی۔

دلیل نمبر ۳...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر کرو۔ تعزروہ میں ضمیر مفرد منصوب دونوں کے ایک ہونے کی دلیل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی معنی کی صراحت فرمائی کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے ذاتِ حق کو دیکھا مقصد یہ ہے کہ میں اللہ کی ذات کا مظہر ہوں جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا اس مقصد پر آپ کا یہ قول حامل کیا گیا کہ میرا اللہ کیساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ مجھ پر انوارِ الٰہیہ کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ میرا نور دیکھ سکتا ہے نہ کوئی مرسل نبی۔
ان تمام نصوص سے ثابت ہوا کہ آپکی ذات کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل ہے کہ اولین و آخرین سے کسی کو وہ قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نبوت اور رسالت سے متصف ہونا تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے آپ مرسلین ملائکہ انسانوں اور جنوں اور باقی تمام مخلوق کے رسول ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے آپ کی نبوت نفس الامر میں ثابت ہے بعض کے نزدیک آپ کی نبوت اس وقت سے تقدیر اور علم الٰہی میں ثابت ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ تقدیر اور علم الٰہی میں آپ کی نبوت کا ثابت ہونا مسلم ہے لیکن قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ کی نبوت نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس دعویٰ پر کافی نصوص دلالت کرتے ہیں۔

نص نمبر ۱......اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اس وقت کو یاد کیجئے جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا اس نے فرمایا جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس شان والا رسول آئے جو ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے ساتھ ہیں تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ اور اس کی ضرور مدد کرو اللہ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہم نے اقرار کرلیا اللہ کریم نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ حضرت ابن عباس اور علی ابن ابی طالب اور سدی اور قتادہ نے کہا کہ جس رسول کے بارے عہد لیا گیا اس سے مراد ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اللہ کریم نے علیحدہ ایک ایک نبی سے عہد لیا کہ اگر اس نبی کی زندگی میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آجائیں اس حال میں کہ وہ موجودہ وقت کے نبی پاک کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوں تو تمام نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ یہی کلمہ کہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں صراحت کرتا ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے آپ کی نبوت نفس الامر میں ثابت ہے اور پختہ عہد کا یہی فائدہ ہے کہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر نبی کے نبی ہیں اور تمام نبی آپ کے خلیفے ہیں۔

نص نمبر ۲......اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے بھیجا۔ آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک کے تمام لوگ مراد ہیں جب آپ تمام لوگوں کے رسول ہیں تو انبیاء کے بھی رسول ہیں لفظ ناس بے قید ہے کون سے لوگ آپ کے زمانہ بعثت کے بعد والے یا پہلے والے بھی تو لفظ ناس مطلق ہے مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت تخلیق آدم سے پہلے اور واقع میں ثابت ہے بلا تخصیص۔

نص نمبر ۳......اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا آپ کا تمام جہانوں کیلئے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں کے رسول ہیں آپ کا عالمین کیلئے رسول ہونا بلا تخصیص وقت ثابت ہوا اور رسالت نفس الامر میں ثابت ہوئی کیونکہ جو چیز تقدیر میں ہو اس کی خبر دُرست نہیں ہوتی۔

نص نمبر ٤......اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے خاص بندہ پر قرآن اُتارا تا کہ وہ عبد تمام جہانوں کیلئے ڈرانے والا ہو۔معلوم ہوا کہ آپ کے دائرہ رسالت سے کوئی چیز خارج نہیں تخلیق آدم سے قیامت قائم ہونے تک اگر ہم عالمین سے مراد بعثت نبویہ سے بعد کا وقت مراد لیں تو یہ مراد دُرست نہ ہوگی کیونکہ عالمین میں استغراق حقیقی ہے علاوہ ازیں حدیثِ پاک آپ کی نبوت ورسالت کے عام ہونے کی تصریح کرتی ہے۔

نص نمبر ۱......صحیح مسلم صفحہ ۱۹۹ پر ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں ساری مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا۔

نص نمبر ۲......خصائص کبریٰ، ج ۱ص ۱۱ پر ہے **بعثت الی الناس کافة** میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔لفظ ناس سے مراد تمام لوگ ہیں۔آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا **لا یختص به الناس من زمانه الی یوم القیامة بل یتناول من قبلهم** (ج ۱ص ۱۲) ناس سے مراد فقط وہی نہیں جو آپ کی بعثت کے وقت سے قیامت تک ہیں بلکہ ناس آپ کی بعثت کے وقت سے پہلے لوگوں کو بھی شامل ہے اسی مطلب کی تفصیل یہ حدیث کرتی ہے۔

نص نمبر ۳......خصائص کبریٰ ص ۱۰ پر ہے **عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قیل یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم متی کنت نبیا قال و آدم بین الروح والجسد** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔کہا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کب سے نبی تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ جب آپ تخلیق آدم سے پہلے نبی تھے تو آپ کی نبوت نفس الامر اور واقع میں ثابت ہوئی اسی مطلب کی صراحت وہ حدیث کرتی ہے۔

نص نمبر ٤......جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ کیلئے نبوت کب سے ثابت ہوئی۔آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام کی تخلیق اور آپ میں روح پھونکے جانے کے درمیان سے۔ (مشکوٰۃ،ص ۵۱۳،بحوالہ ترمذی خصائص کبریٰ، ج ۱ص ۱۰) وجبت کا مصدر وجوب ہے وجوب کا معنی ثبوت ہے یعنی آپ کیلئے نبوت کب سے ثابت ہوئی ثبوت اسوقت سچ ہوگا جب نبوت نفس الامر میں ثابت ہو وجوب کا معنی ثبوت حقیقی معنی ہے تقدیر مجاز ہے حقیقت جب ممکن ہو مجاز ساقط ہوگا وجبت نے تقدیر میں نبوت کے ہونے والے معنی کا قلع قمع کر دیا ثابت ہوگیا کہ نبی پاک علیہ السلام کی جب سے حقیقت اور نور پیدا ہوا اسی وقت سے واقعی طور آپ کو نبوت سے سرفراز کر دیا گیا۔آیات اسی مطلب کی تصریح کرتی ہیں کہ آپ کو نبوت تخلیق آدم سے پہلے دے دی گی۔ امام ربانی تقی الدین سبکی نے کہا کہ کمالِ نبوت کا حصول آپ کیلئے ہم نے تخلیق آدم سے پہلے خبر صحیح سے جانا۔ اللہ نے آپ کا نور پیدا کرتے ہی آپ کو نبوت سے مشرف فرما دیا پھر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پختہ وعدے لئے تا کہ وہ جانیں

کہ ان پر مقدم وہی ہیں اور وہی ان کے نبی اور رسول ہیں اور ان کے زمانہ میں آپ کی جلوہ گری کی تقدیر پر ان کی طرف مرسل آپ ہوں گے آپ کی نبوت اور رسالت تمام مخلوق کیلئے عام ہوگی آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت قائم ہونے تک اور آپ کا قول کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا یہ ان لوگوں کے ساتھ خاص نہ ہوگا جو آپ کے زمانہ سے قیامت تک قائم ہونے تک ہیں بلکہ یہ قول ان لوگوں کو بھی شامل ہوگا جو آپ سے پہلے ہیں اس بیان کے ساتھ آپ کی اس حدیث کا مطلب بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ میں نبی تھا ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے جو اس کا مطلب یہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ کے علم میں نبی تھا وہ اس مطلب تک نہیں پہنچا کہ میں نفس الامر میں نبی تھا کیونکہ علم الٰہی تو تمام چیزوں کو محیط ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تخلیق آدم سے پہلے اپنے نبی ہونے کا بیان فرمایا اس سے مناسب یہی ہے کہ ایک ثابت چیز مراد ہو اسی بناء پر آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا دیکھا **محمد رسول اللہ** (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) اگر کنت نبیا سے مراد یہ ہو کہ میں اللہ کے علم میں نبی تھا پھر یہ آپ کی خصوصیت نہیں رہے گی حالانکہ تخلیق آدم سے پہلے آپ کا واقعی نبی ہونا آپ کی خصوصیت ہے اللہ تعالیٰ تو ہر نبی کی نبوت کو ہمیشہ سے جانتا ہے تو ضروری ہے کہ حدیث کنت نبیا کو آپ کی خصوصیت پر حامل کیا جائے اسی خصوصیت کی وجہ سے آپ نے یہ خبر دی تاکہ آپ کی اُمت کو خبر ہو کہ ہر نبی کو نبوت دنیا میں آکر ملی اور میری شان یہ ہے کہ میرا نور پیدا ہوتے ہی مجھے نبوت مل گئی۔ یہاں تک چار آیتیں اور چار حدیثیں بیان ہوگئیں جن سے ثابت ہوگیا کہ نورِ مصطفیٰ اور روحِ مصطفیٰ کے مخلوق ہوتے ہی ذاتِ مصطفیٰ کو نفس الامر میں نبی بنا دیا گیا۔

سوال...... نبوت ایک وصف ہے ضروری ہے کہ نبوت کا موصوف اسوقت موجود ہو جسمانی وجود سے پہلے اور دعویٰ بعثت سے پہلے وصف نبوت کس چیز کے ساتھ قائم ہوگی اگر جسمانی وجود سے پہلے نبوت پائی جاسکتی ہے تو آپ کا غیر بھی اسی طرح ہوسکتا ہے۔

جواب...... آپ کا روح اور آپ کی حقیقت اسوقت موجود تھی نبوت نے آپ کے روح اور حقیقت کیساتھ تعلق پکڑا اور یہ بات کہ دوسرے انبیاء بھی تو روحانیت کے ساتھ اس موقت موجود تھے اتنی بات درست ہے کہ ارواح انبیاء اس وقت جب کہ ان کی روحیں پیدا ہوئیں موجود تھے لیکن ان کو اس وقت نبوت نہیں ملی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی وقت سے نبوت مل گئی۔ آپ نے صراحت فرمائی کہ میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام کا نفخ روح نہیں ہوا تھا۔ آپ نے اس وقت سے اپنے نبی ہونے کا فرمایا موجود ہونے کا نہیں فرمایا آپ اوّل و آخر، ظاہر و باطن ہر طرح نبی ہیں ۔ یہ چار نبی پاک علیہ السلام کے وصفی نام ہیں۔ تخلیق آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک آپ کی نبوت اسم باطن کے اعتبار سے ہے اور آپ کے زمانہ بعثت سے قیامت تک ہونے تک آپ کی نبوت آپ کے اسم ظاہر کے اعتبار سے ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ تمام نبی دنیا میں آپ کے نائب ہیں آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک۔

انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے نائب ہیں

نص نمبر ۱...... عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والذی نفسی بیده لو ان موسی کان حیا ما وسعه الا ان یتبعنی رواه الامام احمد وغیره (حجۃ اللہ علی العالمین،ص ۳۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا اور کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

نص نمبر ۲...... مشکوٰۃ شریف ص ۴۷۹ پر ہے۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والله لينزلن ابن مريم حكما عادلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کریم کی قسم! ابن مریم حاکم عادل بن کر اُتریں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور آپ کا قول انه يومئذ منا آج کے دن عیسیٰ علیہ السلام ہم سے ہوں گے یعنی ہماری اتباع کریں گے۔ اگر پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اپنے زمانہ تک اپنی جسمانیت کے ساتھ موجود ہوتے تو تمام اولادِ آدم قیامت کے دن تک حسی طور پر آپ کی شریعت کے تحت ہوتی اور اس کی صراحت یہ حدیث کرتی۔

نص نمبر ۳...... عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا حامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن دون (مشکوٰۃ،ص ۵۱۳)

یہی مضمون ابوسعید سے بھی مروی ہے۔ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اُٹھانے والا میں ہوں، آدم علیہ السلام اور آپ کے سوا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی کے نیچے ہوں گے۔ معلوم ہوا تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کی اُمت ہیں اور آپ کے نائب ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کی بعثت عام ہے تو بادشاہ اور سردار آپ ہیں۔

نص نمبر ٤...... عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا سيد ولد آدم يوم القيامة (مشکوٰۃ،ص ۵۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار میں ہوں۔ مطلقاً آپ ہی مرسلین کے قائد ہیں۔

نص نمبر ۵......عن جابر ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین والا فخر (مشکوٰۃ،ص۵۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مرسلین کا قائد میں ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

در دو عالم نیست مثل آں شاہ را — در فضیلتہا و در قرب خدا

ایسی بلند ہستی بے قید سردار کا مثل نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں
نہ کسی فضیلت میں آپ کا کوئی مثل ہے نہ اللہ کے قریب میں آپ کا کوئی مثل ہے۔

جس کے زیر لوا آدم و من سوا — اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

ہر نبی مخصوص قوم کی طرف بھیجا گیا آپ کی رسالت عام اور عالمگیر ہے آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک آپ کی رسالت اور آپ کی بادشاہی ہے۔عارف ربانی تقی الدین سبکی نے کہا آپ تمام نبیوں کے نبی ہیں اس کا مظاہرہ عالم آخرت میں آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گے اور دنیا میں بھی اس کا مظاہرہ ہوا جب لیلۃ الاسراء آپ نے تمام انبیاء کی امامت کرائی اور اگر تشریف آوری کسی نبی کے وقت میں ہوجاتی آدم ونوح ابراہیم موسیٰ وعیسیٰ (علیہم السلام) کے زمانہ میں آپ جلوہ گر ہوجاتے تو سب انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی اُمتوں پر آپ کی پیروی اور ایمان واجب ہوجاتا اور آپ کی مدد ان پر واجب ہوجاتی اسی کا اللہ نے ان سے وعدہ لیا تھا اس وقت سے نبوت اور رسالت آپ کو مل چکی۔

سوال...... جب آپ سب انبیاء اور مرسلین کے رسول ہیں اور رسول کا کام احکامِ الٰہیہ کی تبلیغ ہوتی ہے تو آپ نے عالم اجسام میں جلوی گری سے پہلے تبلیغ کیسے کی۔

جواب...... تبلیغ اس وقت آپ کی حقیقت اور روح کا کام تھا حقیقت کی تبلیغ کو ہم نہیں جانتے کیونکہ ہم حقیقت نہیں جانتے اس کی تبلیغ کو بھی جانتے۔ حقائق اور ان کی تبلیغ کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ جس کی اللہ کریم نے اپنے نور سے امداد فرمائی۔ (مواہب اللدنیہ، ص ۳۷) شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ آپ کی روحانیت اور ہر نبی کی روحانیت موجود تھی آپ کی پاکیزہ روح سے انبیاء کرام علیہم السلام کے زمان وجود رسالت میں ان کو شریعتوں میں اور علوم میں امداد پہنچی اور شریعت کے قانون بنانے میں بھی امداد پہنچی۔ (جواہر البحار، ص ۱۱۲)

سوال...... گذشتہ بیان سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں آپ کی شریعت ہیں قرآن تو اس کے خلاف گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے کہ ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی اور نوح علیہ السلام کے بعد نبیوں کی طرف وحی کی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انبیاء کرام علیہم السلام وہ پاک ہستیاں ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی آپ ان کی ہدایت کی اقتداء کریں۔ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں مستقل ہیں۔

جواب...... ان آیتوں سے یہ لازم نہیں آتا پہلی آیت سے مطلق وحی کرنا مراد ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف وحی ہوئی اور ہر ایک کی طرف جو وحی ہوئی وہ آپ کی شریعت کے احکام ہیں اور دوسری آیت میں ھدیٰ سے مراد آپ کی شریعت ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام تک پہنچی کیونکہ اللہ کریم نے فرمایا کہ آپ اس ہدایت کی اقتداء کریں جو ان کے پاس رہی اللہ کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء کریں۔ شیخ اکبر نے فرمایا جب عالم حس میں آپ کو وجود جسمانی پہلے نہیں گزرا تو ہر نبی کی طرف اس کی شریعت کی نسبت کردی گئی حقیقت میں وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ (جواہر البحار، ص ۱۱۴)

شیخ اکبر فرماتے ہیں بادشاہ آپ ہیں ہر اولادِ آدم کے سردار آپ ہیں تمام گزرا ہوا وقت آپ کی بادشاہی تھی اور لوگ آپ کے پیروکار تھے اور دنیا میں سب بادشاہی کرنے والے آپ کے نائب تھے اور شیخ اکبر فرماتے ہیں فبهدا هم اقتده کا معنی یہ ہے کہ آپ اس شریعت کو لازم پکڑیں جسے آپ کے نائب لے کر دنیا میں ظاہر ہوئے یعنی آپ دین قائم فرمائیں اور اس دین میں اختلاف نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے قول ولا تتفرقوا فيه دین میں اختلاف نہ کرو میں تمام شریعتوں کے ایک ہونے پر دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا واتبع ملة ابراهيم حنيفا آپ ابراہیم حنیف علیہ السلام کی ملت کی پیروی کریں اور وہ دین ہے تو آپ کے دین کی پیروی کا حکم ہوا۔ دین اللہ کی طرف سے ہے کسی دوسرے کی طرف سے نہیں۔

سوال......تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں مختلف ہیں سب شریعتوں کے ایک ہونے کی بات کیسے دُرست ہوسکتی ہے۔

جــــواب ...... رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت باقی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں متفق ہے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا فروغ کا اختلاف تخصیص کے طور پو ہوتا ہے یا نسخ کے طور پر ہوتا ہے۔

ســوال ......احکام کا نسخ یعنی ختم کرنا شریعتوں کے مستقل ہونے کی دلیل ہے اگر شریعتیں سب ایک چیز ہیں تو احکام منسوخ کیوں ہوئے۔

جـواب نمبر - ۱ ...... شیخ اکبر نے اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ کریم کا آپ کی شریعت کے ساتھ باقی شریعتوں کو منسوخ کر دینا یہ نسخ ان شریعتوں کو آپ کی شریعت ہونے نہیں نکالتا۔قرآن وسنت میں کچھ مسائل ایسے ہیں کہ وہ پہلے تھے بعد میں منسوخ ہو گئے اور ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو حکم منسوخ ہو گیا وہ آپ کی شریعت تھی جس حکم کو آپ ہمارے پاس لائے بعد والے حکم کے ساتھ پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا تو قرآن وسنت میں جو نسخ موجود ہے وہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ آپ کی شریعت کا دوسری شریعتوں کو منسوخ کر دینا ان شریعتوں کو آپ کی شریعت ہونے سے نہیں نکالتا۔

جواب نمبر - ۲ ...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ان اوقات میں وہی تھی جسے ان اُمتوں کے نبی لائے تھے اور اس وقت میں اس امت کی بہ نسبت یہی شریعت ہے جسے آپ لائے اور احکام اختلاف اشخاص اور اختلاف اوقات کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں قرآن وسنت سے بارہ دلیلیں گزریں اس مقصد پر کہ آپ کا نور پیدا ہوتے ہی آپ کو واقعی طور پر نبی بنا دیا گیا۔

دلیل نمبر ۱۳ ...... امام قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اس نور گرامی کو حکم فرمایا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار کو دیکھے۔ آپ کے نور نے جو ان کے انوار کو دیکھا تو آپ کا نور انوارِ انبیاء پر غالب آ گیا۔ انوارِ انبیاء بولے کہ باری تعالیٰ جس کا نور ہمارے انوار پر غالب آ گیا وہ نور والا کون ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ابن عبداللہ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں نبوت سے سرفراز کروں گا۔ سب انبیاء بولے ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہاری اس بات پر گواہ ہو جاؤں۔ سب بولے تُو ہماری بات پر گواہ ہو جا۔ اللہ تعالیٰ کے قول واذا اخذ اللہ میثاق النبین کا یہ مطلب ہے۔ (جواہر البحار، ج۴ص۲۰۰۔ مواہب اللدنیہ، ص۴۰)

معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت آپ کے نور کی تخلیق ہوتے ہی نفس الامر میں ثابت ہے ابن عبادین نے کہا کہ اللہ کریم نے آپ کا روح باقی ارواح سے پہلے پیدا کیا اور آپ کے روح کو خلعتِ تشریف نبوت سے نوازا یعنی آپ کیلئے وصف نبوت عالم ارواح میں ثابت ہوگئی آپ کے سوا کسی دوسرے کیلئے یہ وصف ثابت نہ ہوئی اللہ کریم نے ملاء الاعلیٰ فرشتوں کو آپ کی شان بتائی۔

دلیل نمبر ۱۴ ...... امام قسطلانی نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جنت عدن میں چمکدار نور دیکھا کرتے تھے جو تمام انوار پر نور اور ہدایت میں بڑھ جاتا۔ آدم علیہ السلام نے کہا جس نور کو میں دیکھتا ہوں اس کی حقیقت کیا ہے آسمان کے گروہ ہر سیر کے بعد رات اسی نور کے پاس گزارتے ہیں۔ اللہ کریم نے فرمایا وہ نور ایک نبی ہیں تمام روئے زمین پر چلنے والوں سے افضل اور نیکی میں صبح و شام وقت گزارنے والوں سے افضل۔ میں نے آپ کی تخلیق سے پہلے ان کو پسند فرمایا میں نے تمام انبیاء سے پہلے ان کو سرداری کی خلعت سے نوازا۔ اس سرداری سے نبوت اور رسالت کی سرداری مراد ہے۔ (مواہب اللدنیہ، ص۴۲)

دلیل نمبر ۱۵ ...... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ میں تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے نور تھا وہ نور تسبیح تھا اور فرشتے اسی نور والی تسبیح پڑھتے تھے۔ (جواہر البحار، ص۲۹۸)

دلیل نمبر ١٦ ...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورانی جسم کا مادہ باقی مواد سے پہلے پیدا کیا گیا۔ کعب الاحبار سے روایت کی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق کا ارادہ فرمایا جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ نورانی مٹی جو زمین کا دل ہے لائے تو وہ جنت الفردوس کے ملائکہ اور اللہ کریم کے خاص قریب میں رہنے والے فرشتے کو ساتھ لے کر اُترے تو آپ کی قبر مکرم کی مٹی ہاتھ میں لی وہ نورانی مٹی ماء تسنیم سے گوندھی گئی پھر اسے جنت کی نہروں میں غوطہ دیا گیا یہاں تک کہ وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی پھر ملائکہ نے اسے عرش وکرسی کے ارد گرد طواف کرایا آسمانوں کا اور زمین کا اور دریاؤں کا طواف کرایا تو ملائکہ اور تمام مخلوق نے ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جانا آدم علیہ السلام کو جاننے سے پہلے۔ (مواہب اللدنیہ ج اص ۴۲)

امام زرقانی نے کہا ایسی بات رائے کی نہیں وہ کتب قدیمہ سے ہے کیونکہ وہ کتب قدیمہ کے عالم ہیں یا یہ روایت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے اگر وہ حدیث نبی پاک علیہ السلام سے ہے واسطہ کے ساتھ تو وہ حدیث مرسل ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اجسام سے پہلے اللہ کریم نے ایک موتی پیدا فرمایا جو چمکتا رہا تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابرکت اور نورانی مٹی اسی سے ہے۔ (اجواہر البحار ج ۴ ص ۱۶۹) بحمد اللہ آپ کے نور اور روح کا ہر چیز سے پہلے ہونا بھی ثابت ہوگیا اور اجسام سے آپ کے جسم مبارک کے مادہ کا ہر جسم کے مادہ سے پہلے ہونا بھی ثابت ہوگیا انہیں دونوں سے نبوت نے تعلق پکڑا علاوہ ازیں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے سب سے پہلے موتی پیدا فرمایا اس کے درمیان سے طینۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے چمکتی تھی جیسے انگوٹھی کا نگینہ چمکتا ہے۔ اللہ کریم نے اس کی طرف نظر ہیبت فرمائی تو وہ موتی پانی بن گیا تو طینت مصطفیٰ کا نور کعبہ معظّمہ کے مقام پر چمکتا تھا پھر اللہ کریم نے پانی سے زمین پیدا فرمائی تو زمین سے وہ نورانی مقام چمک گیا جس سے آپ بنے وہ پاکیزہ مٹی زمین کی ناف اور اس کا مرکز ہے۔ (جواہر البحار، ج ۴ ص ۱۷۱)

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقرارِ ربوبیت میں اوّلیت

قرآن پاک میں ہے انــا اول الـمسـلـمـین سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔ سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام انبیاء سے پہلے کیسے ہوگئے آپ تو تمام کے بعد بھیجے گئے۔ محمد بن علی نے بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اولادِ آدم کو پشت سے نکال کر اور ان کو ان پر گواہ بنا کر پوچھا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ربوبیت کا اقرار کیا کہ ہاں تو ہمارا ربّ ہے۔ اقرارِ ربوبیت میں آپ تمام انبیاء سے پہلے ہیں بعثت میں سب کے بعد ہیں۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۳۴)

باری تعالیٰ نے ایک مرتبہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے یہی سوال کیا تھا اس وقت بھی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اقرار کیا۔ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرد نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا آپ کب سے نبی بنے؟ آپ نے فرمایا جب مجھ سے میثاق ربوبیت لیا گیا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ربوبیت باری کا اقرار کیا۔ اللہ کریم نے اس وقت سے آپ کو نبوت سے نوازا۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ میں تخلیق آدم سے پہلے نبی تھا۔

ہر دو عالم بستۂ فتراک او　　　عرش و کرسی کردہ قبلہ خاک او

آپ کی شان یہ ہے کہ دنیا اور آخرت آپ کی غلام ہے عرش و کرسی کا قبلہ تربت مصطفیٰ ہے۔

بادشاہ عرشیاں و فرشیاں　　　جلوہ گاہ آفتاب کن فکان

عرش والوں کے بادشاہ فرش والوں کے بادشاہ، آفتاب کن ذات حق کی جلوہ گاہ

بندگانش حور و غلمان و ملک　　　چاکر انش سبز پوشان فلک

جنت کی حوریں اور غلمان اور فرشتے سب آپ کے غلام ہیں

آسمان کے سبز پوش ملائکہ آپ کے غلام ہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور　　　تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

خلاصہ فصل یہ ہے کہ حقیقتِ محمد یہ میں معرفت ذات الٰہیہ علوم واسرار سب کچھ ودیعت تھا نبوت کی دولت سے اسی وقت سے آپ کو سرفراز کردیا گیا اور یہ سب کچھ اللہ کریم کا آپ پر فضل ہے اور عطائے الٰہی ہے جب نبوت تخلیق آدم سے پہلے مل گئی تو اللہ کریم نے تمام مہربانیاں بھی اسی وقت سے کردیں حتیٰ کہ کلامِ الٰہی قرآن پاک کو بھی آپ کی حقیقت میں ودیعت رکھا گیا جس ذات پاک نے عالم ارواح میں سات سو سال کا سجدہ کیا اور اقرار باری تعالیٰ سب سے پہلے کیا اور فرشتوں کو وہ تسبیح پڑھائی جو آپ خود پڑھا کرتے تھے اور حضرت جابر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے اس نعمتِ الٰہیہ کا بیان فرمایا کہ سب کچھ میرے نور کے فیض سے ہے۔ میں ساری کائنات سے پہلے پیدا ہو کر سب کیلئے رحمت ہوں۔ میرے وجود سے ساری کائنات کا وجود معرض وجود میں آیا۔ میں ساری کائنات کی تربیت کر رہا ہوں۔

ایسی ذات پاک کو سراپا فضل سراپا علم از سرتا پا ہدایت کا آفتاب درخشندہ ماننا ضروریاتِ ایمان سے ہے ان لوگوں کا رد بلیغ ہو گیا جو اس مقام پر انا اول المسلین آٹھویں پارہ کی آیت کا انکار کرتے ہیں اللہ کریم تو صراحت فرماتا ہے کہ سب سے پہلے میرے حبیب اسلام لائے پھر آپ کا فیض جمیع ما سوی اللہ کیلئے تخلیق آدم سے پہلے شروع ہو گیا کہ تخلیق آدم سے پہلے نفس الامر میں آپ پر نبوت کا فیضان ہوا ایسے سراپا علم و معرفت کیلئے کتاب اللہ سے ناواقفی کا عقیدہ رکھنا یا وہ کلمہ کہنا جو ازلی ابدی محروم کہتے ہیں یہ قرآن پاک کا انکار اور حدیثِ پاک کا انکار ہے۔

مظہر اللہ الا تم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تخلیق کائنات کا سبب ہیں

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا اللہ کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے' میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۴۴)

امام زرقانی نے کہا کہ اس حدیث کا حکم مرفوع ہونے کا ہے اور حاکم نے اس حدیث کے متعلق کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

جواہر البحار میں ہے کہ اللہ کریم نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام)! اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے میں تمہیں پیدا نہ کرتا نہ میں عرش پیدا کرتا نہ کرسی نہ لوح اور نہ قلم نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ جنت اور نہ دوزخ اور نہ دنیا اور آخرت۔ (جواہر البحار، ص ۳۲۵)

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اُترے تو انہوں نے کہا کہ آپ کا ربّ آپ کو فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا تو میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا آپ سے زیادہ معزز میں نے کسی کو نہیں بنایا اور میں نے دنیا اور اس کے باشندوں کو اس لئے پیدا کیا تا کہ میں آپ کا مرتبہ اور آپ کی بزرگی جو میری بارگاہ میں ہے بتادوں اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۹) اور ایک روایت میں ہے اگر آپ نہ ہوتے میں نہ آسمان پیدا کرتا اور نہ نہ زمین کو اور نہ طول پیدا کرتا نہ عرض اور نہ ثواب پیدا کرتا نہ عذاب اور نہ جنت پیدا کرتا نہ نار، نہ سورج پیدا کرتا نہ چاند۔ (جواہر البحار، ص ۳۴۳) اور مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا اللہ سبحانہ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنا ربّ ہونا ظاہر فرماتا۔

ترا عزِ لولاک تمکیں بس است　　ثنائے تو طٰہٰ ویٰس بس است

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی مقام لولاک پر فائز ہونے والی شان ہی کافی ہے۔ آپ کی تعریف طٰہٰ اور یٰسین کافی ہے۔

عرش بھی فردوس بھی اس شاہ والا نور کا　　یہ مثمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا

زمیں و زماں تمہارے لئے　　مکین و مکاں تمہارے لئے

چنین و چناں تمہارے لئے　　بنے دو جہاں تمہارے لئے

فرشتے خِدم رسولِ حِشم تمام اُمم غلامِ کرم　　وجود عدم حدوث و قِدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ　　لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

فصل نمبر-٤

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا اسم الٰہی کے ساتھ لکھا ہونا

نص نمبر-١﴾ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے لغزش کا اقرار کیا کہا اے ربّ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میری مغفرت فرما۔ اللہ کریم نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو آپ نے کیسے جان لیا؟ آدم علیہ السلام نے جواب دیا، باری تعالیٰ! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے اپنا سر اُٹھایا تو قوائم عرش پر لکھا ہوا دیکھا **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** تو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام نامی کو اپنے نام کے ساتھ ملایا وہ تجھے سای کائنات سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا آدم (علیہ السلام) نے سچ کہا اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ٦٢)

نص نمبر-۲﴾ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کریم نے انبیاء اور مرسلین کی تعداد کے مطابق آدم علیہ السلام پر عصا اُتارے آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث علیہ السلام پر متوجہ ہوئے فرمایا اے میرے بیٹے! میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے یہ تمام عصا تقویٰ کے ساتھ آباد ہوں اور ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو جب اللہ کا ذکر کرو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ضرور لو کہ میں نے پیدا ہوتے ہی آپ کا اسم گرامی ساق عرش پر لکھا دیکھا پھر میں تمام آسمان پھرا تو آسمان کی ہر جگہ نام محمد لکھا دیکھا میں نے حور عین کے سینوں پر نام محمد لکھا دیکھا جنت کی نہروں پر شجرہ داؤد کے پتوں اور بہشت کے طوبیٰ درخت کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اللہ کریم کی عظمت والی چادر کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان آپ کا نام نامی اسم گرامی لکھا دیکھا۔ پیارے بیٹے کثرت سے آپ کا ذکر کرو فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں۔

(خصائص کبریٰ، ص ۱۸۔ مواہب اللدنیہ، ص ۶۲)

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو پس ذکر حق ہے مصطفیٰ کا
محمد کا دم خاص بہر خدا ہے سوائے محمد برائے محمد

برائے جلوہ یک گلبن ناز ہزاراں باغ و بستاں آفریدند
نہ از بہر تو صرف ایما نیا نند کہ خود بہر تو ایماں آفریدند
انبیاء از وصف تو حیراں شدہ سر شنا ساں نیز سرگرداں شدہ

انبیاء کرام علیہم السلام آپ کی وصف سے حیران ہوئے راز جاننے والے بھی آپ کا وصف بیان نہ کر سکے
نہ آپ کی تعریف ختم ہوتی ہے نہ آپ کے اوصاف بیان ہو سکتے ہیں۔

صد ہزاراں جبرئیل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں یک نظر

لاکھوں معزز فرشتے بشری لباس میں آپ کی بارگاہ میں بیٹھ کر برکت حاصل کرتے ہیں۔
پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کیلئے غریبوں کی طرف بھی ایک نظر ہو۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

نص نمبر-۳﴾ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور آپ کی اُمت سے جو بھی آپ کو پائیں آپ پر ایمان لائیں اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا نہ جنت کو پیدا نہ کرتا نہ نار کو۔ میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ کانپنے لگا میں نے اس پر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا تو عرشِ عظیم کو قرار آ گیا۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۴۴۔ خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۹)

سرادقاتِ عرش میں آپ کا نور

روایت کی گئی کہ جب اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا انہیں الہام فرمایا انہوں نے کہا اے ربّ! تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی؟ اللہ کریم نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام)! تو اپنا سر اُٹھا آدم علیہ السلام نے اپنا سر اُٹھایا، اوپر دیکھا تو عرش کے خیموں میں نورِ مصطفیٰ نظر آیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے ربّ! یہ کس کا نور ہے؟ اللہ کریم نے فرمایا یہ ایک عظیم الشان نبی کا نور ہے جو آپ کی اولاد سے ہونگے جن کا اسم گرامی آسمان میں **احمد** ہے اور زمین میں **محمد** ہے۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۴۴)

جنت میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ان کی ساری اولاد دِکھائی تو آدم علیہ السلام بعض کے بعض پر فضائل دیکھتے تھے سب کے آخر میں ایک چمکدار نور دیکھا آدم علیہ السلام نے کہا یہ کس کا نور ہے؟ اللہ کریم نے فرمایا یہ آپ کے بیٹے ہیں جن کا اسم گرامی احمد ہے وہی اوّل ہیں وہی آخر ہیں سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۲۳)

امام قسطلانی نے کہا کہ آدم علیہ السلام جنت عدن میں چمکدار نور دیکھتے تھے جو تمام انوار پر چمک اور روشنی اور ہدایت میں بڑھ جاتا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے معبود! میں دیکھتا ہوں آسمان کی نوری مخلوق کے گروہ دن جہاں بھی گزاریں رات کے وقت اس نور کے پاس آ جاتے ہیں۔ اللہ کریم نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام)! وہ ہستی کل روئے زمین سے افضل ہے ہر بہتر سے بہتر وہی ہیں آپ کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے ان کو اپنا محبوب بنایا تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے میں نے ان کو سرداری عطا کی۔
(مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۴۲)

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا — سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

نور نبوی کا آدم علیہ السلام کی پشت مبارکہ میں ودیعت رکھا جانا اور نور کا دیکھنا

اللہ کریم نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت مبارک میں نورانی تربت رکھی تو آدم علیہ السلام نے اپنی پست سے پرندہ کی بھینی بھینی آواز کی طرح ایک آواز سنی۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے ربّ! یہ بھینی بھینی آواز کیسی ہے؟ اللہ کریم نے فرمایا یہ نورِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسبیح ہے جو آخری نبی ہیں جن کو میں آپ کی پشت سے نکالوں گا، ان کا نور میرے عہد و میثاق کے ساتھ لے لو اور اسے پاکیزہ رحموں میں رکھو تو آدم علیہ السلام نے کہا اے ربّ! میں نے اس نور گرامی کو تیرے عہد و میثاق کی شرط پر لے لیا اور میں اسے پاکیزہ مردوں میں اور پاکدامن عورتوں میں رکھوں گا۔ (جواہر البحار، ج ا ص ۲۲۵)

کعب الاحبار نے کہا کہ نور نبوی آدم علیہ السلام کی چمکدار پیشانی کے دائرہ میں ایسے دیکھا جاتا جیسے سورج اپنے فلک کے دوران میں دیکھا جاتا ہے اور جیسے کہ چاند اندھیری رات کی تاریکی میں دیکھا جاتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۱۷)

امام قسطلانی نے کہا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس نور کا آپ کی پشت میں کر دیا جب وہ پیشانی کی طرف منتقل ہوا تو وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا تھا آپ کے باقی انوار پر غالب آجاتا تھا۔
(مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۴۹)

امام زرقانی نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی کہ جب آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی پیشانی سے چمکدار سورج کی طرح چمکتا تھا۔ (زرقانی، ج ا ص ۶۴)

نگاہ غور سے دیکھو ذرا آدم کی پیشانی — نظر آتی نہیں کیا ایک خاص الخاص تابانی
یہی جلوہ ہے تخلیق جہاں کی علت غائی — اسی کی روشنی ہے دیدۂ ہستی کی بینائی
یہی وہ نور ہے جس سے زمانہ جگمگائے گا — یہی آدم کا رُتبہ عرش اعظم تک اُٹھائے گا
نشان اسلام کا اللہ نے عالم میں رکھا ہے — کہ نورِ احمدی پیشانی آدم میں رکھا ہے

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ملائکہ آدم علیہ السلام کے پیچھے صف بنا کر ٹھہرتے تھے آدم علیہ السلام نے کہا اے ربّ! فرشتوں کی میرے پیچھے ٹھہرنے کی کیا وجہ ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خاتم الانبیاء کا نور دیکھتے ہیں جن کو میں آپ کی پشت میں نکالوں گا۔ انہوں نے کہا اے ربّ! مجھے اس نور کی زیارت کرا۔ اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نور دِکھایا۔ آدم علیہ السلام اس نور پر ایمان لائے اور آپ پر اُنگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے دُرود پڑھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۱۷)

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُرود شریف کا مہر بننا

امام قسطلانی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ کریم نے آپ کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق آپ کی ایک بائیں پسلی سے کی جبکہ آپ نیند میں تھے آپ جب بیدار ہوئے اور اسے دیکھا آپ کو اس سے سکون ہوا اور اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو فرشتوں نے کہا اے آدم (علیہ السلام)! ٹھہریں۔ آپ نے فرمایا کیوں حالانکہ اللہ نے اسے میرے لئے پیدا کیا۔ فرشتوں نے کہا پہلے اس کا مہر ادا کریں۔ آپ نے فرمایا اس کا مہر کیا ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر تین مرتبہ دُرود پڑھ دیں۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۵۲)

ابن جوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان میں ذکر کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی سے قرب کا ارادہ کیا اس نے آپ سے مہر طلب کیا۔ اللہ کریم نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام)! میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر بیس مرتبہ دُرود پڑھ دیں تو آپ نے بیس مرتبہ درود پڑھا۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۵۳)

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تعظیم

علامہ نبہانی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اپنی بیوی کے قرب کا ارادہ فرماتے خود بھی پاک اور صاف ہوتے غسل فرماتے وضو فرماتے اپنی بیوی کو اسی چیز کا حکم فرماتے۔ آدم علیہ السلام فرماتے اے حوا! تو پاکیزگی اختیار کر عنقریب میری پشت اور پیشانی کا نور اللہ کریم تیرے پاکیزہ شکم میں ودیعت فرمائے گا۔ حضرت حوا علیہا السلام ہمیشہ پاکیزہ وقت گزارتیں یہاں تک کہ وہ نور گرامی ان کے چہرہ کی طرف منتقل ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے معلوم کرلیا کہ حضرت حوا علیہا السلام کی پیشانی کا چمکنا نورِ نبوی کے ان کی طرف منتقل ہونے کی علامت ہے کہ شیث علیہ السلام ان میں جلوہ گر ہوگئے۔ صبح تک آدم علیہ السلام کے چہرہ سے نور ختم ہو چکا تھا اور دن بدن حضرت حوا علیہا السلام کے چہرہ کا حسن و جمال بڑھ رہا تھا اور چہرہ کی چمک زیادہ ہو رہی تھی جب حضرت شیث علیہ السلام والدہ کے بطن عفت میں پہنچ گئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بیوی کا قرب ترک فرمایا اپنی بیوی کی پاکیزگی اور بطن عفت کے حمل کی پاکیزگی کی وجہ سے اور ہر روز فرشتے اللہ کے سلام کے تحفے حضرت حوا علیہا السلام کو پہنچاتے۔

حضرت شیث علیہ السلام کا اکیلے پیدا ہونا

حضرت حوا علیہا السلام کے چالیس بیٹے پیدا ہوئے ہر مرتبہ دو بیٹے ہوتے اس طرح بیس مرتبہ حمل ہوئے اور حضرت شیث علیہ السلام نمبر اِکیس میں اکیلے جلوہ گر ہوئے یہ عزت اس لئے ہوئی نورِ مصطفیٰ کے ساتھ دوسرے بیٹے کی شرکت نہ ہو اور یہ بطن والے خود بھی نبی تھے لہٰذا اتنی عزت کی گئی۔ (مواہب اللدنیہ، ج۱ ص۶۴)

علامہ زرقانی نے کہا کہ شیث علیہ السلام کے چہرے میں ہمارے نبی کا نور تھا اس لئے فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو خوشخبری دینے کیلئے آتے تھے۔ (زرقانی، ج۱ ص۶۴)

علامہ نبہانی نے کہا کہ جب حضرت حوا علیہا السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو جنا آدم علیہ السلام نے ان کی آنکھوں کے درمیان نورِ مصطفیٰ کا نظارہ کیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام کی بوقتِ وصال بیٹے شیث کو وصیت

پیارے بیٹے جو نور آپ کی پشت میں ودیعت رکھا گیا اور جس کے جلوے آپ کے چہرہ میں ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے عالم ارواح میں پختہ عہد لیا تھا کہ اس نور گرامی کو آپ جہان کی پاکیزہ عورتوں میں رکھیں اس کے علاوہ محبوب کی اُمت کے فضائل بیان کئے کہ مجھے ایک لغزش کی بناء پر جنت سے باہر بھیجا گیا اس محبوب کی اُمت دنیا میں گناہ کریگی اور جنت میں جائیگی اور بھی اُمت کے فضائل بیان کئے۔

اُمتِ محمدیہ کے حق میں قانونِ الٰہی کا بدلنا

اللہ تعالیٰ نے جب قلم کو پیدا کیا اسے فرمایا تو لکھ اس نے کہا اے ربّ میں کیا لکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو لکھ نوح علیہ السلام کی اُمت سے جو اللہ کریم کی فرمانبرداری کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا اور ابراہیم علیہ السلام کی اُمت سے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ اُمتِ موسیٰ علیہ السلام سے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کریگا۔ اُمتِ عیسیٰ علیہ السلام سے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے گا للہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی کرے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت سے جو فرمانبرداری کریگا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا پھر قلم نے توقف کیا۔ اللہ کریم نے فرمایا اے قلم! یہ مقامِ ادب ہے جو قانون دوسری اُمتوں کے بارے میں لکھا گیا وہ نہ لکھ تو قلم کانپ گیا اور دوشق ہوگیا۔ قلم ہزار سال کانپتا رہا پھر بولا اے ربّ! کیا لکھوں؟ اللہ کریم نے فرمایا لکھ اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) گناہ کرے گی اللہ بخش دے گا۔ (جواہر البحار، ج۳ ص۳۲۳)

حضرت آدم علیہ السلام کا مرقد منیف اور قبر منور

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے ہندوستان واپس آئے اور اسی ملک میں وِصال فرمایا اور ثابت بنانی سے روایت ہے کہ آپ کی اولاد نے آپ کی قبر سری لنکا میں بنائی اور جنت سے جس مقام پر اُترے تھے اسی مقام پر اولاد نے ان کو دفن کیا۔ (زرقانی، ج۱ ص۶۵)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کا ذکر

نور نبوی کا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں چمکنا

جب ابرہہ بادشاہ کعبہ شریف کو گرانے کیلئے مکہ آیا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی ایک جماعت لے کر سوار ہوئے اور جبل شبیر کی طرف گئے جب کعبہ شریف تک یہ قافلہ پہنچا اور قافلہ وہاں ٹھہرا تو نور نبوی عبدالمطلب کے چہرہ میں بشکل ہلال ایسا چمکا کہ اس کی شعائیں چراغ کی طرح خانہ کعبہ پر پڑیں نور نبوی کی یہ چمک جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھی تو فرمایا اے قریش کا گروہ واپس چلو تم جس کام کیلئے آئے ہو وہ ہو گیا اللہ کی قسم نور نبوی جب مجھ سے ایسے چمکتا ہے کامیابی ہماری ہوتی ہے۔ (انسان العیون، ج ا ص ۹۶)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتھی کا سجدہ

بادشاہ ابرہہ کے ہاتھی نے عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔ علامہ نور الدین حلبی نے کہا ہاتھی نے جب عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ گیا اور سجدہ میں گر گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہاتھی کو بولنے کی طاقت عطا کی اور اس نے فصیح زبان سے کہا کہ اے عبدالمطلب ! اس نور پر سلام ہو جو آپ کی پیشانی میں رہا۔ (انسان العیون، ج ۳ ص ۹۸)

نور نبوی کی برکت سے رحمت کی بارش

حافظ الحدیث علامہ ابوسعید نیشا پوری نے کہا قریش مکہ کو جب قحط پہنچتا عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ لیتے اور جبل شبیر پر پہنچتے۔ عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش مانگتے تو اللہ کریم انہیں نور نبوی کی برکت سے بارش دے دیتا۔ (انسان العیون، ج ا ص ۹۶)

عبدالملطب کا خواب

عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ان کی پشت سے چاندی کا ایک سلسلہ نکلا جس کا ایک کنارہ آسمان میں ہے اور ایک زمین میں ایک مشرق میں ایک مغرب میں پھر وہ چاندی کا سلسلہ درخت بن گیا درخت کے ہر پتہ پر نور چمکتا ہے مشرق ومغرب والے اس کی شاخوں کو پکڑ رہے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ ان کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی مشرق ومغرب والے پیروی کریں گے اور زمین وآسمان والے جس کی تعریف کریں گے۔ (جواہر البحار، ج ۳ ص ۴۴)

جوانی کے دنوں میں اک نرالا خواب دیکھا تھا — درخت نسل ہاشم اس قدر شاداب دیکھا تھا
کہ اس کے سائے میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے — مکان و لامکان دو ٹہنیاں معلوم ہوتے تھے

﴿ خواب کی تعبیر ﴾

پشت تیری تھیں بچہ ہوسی ربّ دیاں سمجھ عطائیں
مالک ہوسی کل دنیا دا مشرق مغرب تائیں

عبدالمطلب کی شادی

کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عبدالمطلب نے مکہ میں ایک عورت سے شادی کی۔ کچھ عرصہ تک وہ بیوی فوت ہوگئی پھر دوسری بیوی سے شادی کی وہ بھی کچھ عرصہ تک فوت ہوگئی پھر آپ نے خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر سے شادی کریں تو اس سے شادی کی۔ ابوطالب پیدا ہوئے اور ایک مدت تک نور نبوی بطن فاطمہ تک منتقل نہ ہوا۔ ایک دن عبدالمطلب دو پہر کے وقت شکار سے واپس ہوئے تو حطیم کعبہ میں چشمہ کی شکل میں پانی دیکھا تو وہ پانی پیا تو اپنے پیٹ پر اس کی ٹھنڈک محسوس کی اس وقت اپنی بیوی فاطمہ بنت عمر کے پاس گئے تو وہ والد رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت عبداللہ کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو جب فاطمہ بنت عمر سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کو انتہائی خوشی ہوئی۔ شام کے تمام علماء یہود کو آپ کی ولادت کی خبر ہوئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۱۹)

کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور نبوی جب حضرت عبدالمطلب تک پہنچا آپ ایک دن حطیم کعبہ میں سو گئے جب بیدار ہوئے سرمہ لگا ہوا تھا تیل بھی کہ آپ نے گویا کہ رونق اور خوبصورتی کا لباس پہنا ہوا ہے۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ کام کس نے کیا؟ آپ کے والد نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور تعبیر جاننے والے مردِ قریش کے پاس گئے۔ ان کو یہ بات بتائی انہوں نے تعبیر بتائی کہ آسمانوں کے معبود نے اس نوجوان کو شادی کا حکم دیا باپ نے آپ کا نکاح قیلہ نامی عورت سے کر دیا قیلہ سے ایک بیٹا حارث نامی پیدا ہوا پھر وہ فوت ہوگئی۔ قیلہ کے بعد آپ کے والد نے آپ کا نکاح ہند ابنت عمر سے کر دیا۔
(مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۸۱)

امام زرقانی نے کہا، ہند اغلط ہے دُرست فاطمہ ہے۔ صاحب تاریخ الخمیس نے کہا، عبدالمطلب کی بیویاں پانچ ہیں:۔

(۱) صفیہ (۲) نشیلہ (۳) ہالہ (٤) آمنہ (۵) فاطمہ۔

عبدالمطلب کی سیادت اور ان کی برکات اور ان کے اولیات

علامہ ابن کثیر نے کہا کہ قریش میں عبدالمطلب نے بڑی سرداری کی اوران کا شرف اوران کی ریاست آپ لے گئے ان کے کام کا اتفاق آپ کی طرف ہوتا پانی پلانے کا کام اور کام کا سہارا آپ ہوتے یعنی مطلب کے بعد ہر قسم کی سرداری آپ کے سپرد تھی۔ علامہ نبہانی نے کہا کہ آپ کے والد مطلب نے عبدالمطلب کے چہرہ میں نور نبوی کی چمک دیکھی فرمایا اے قریش کا گروہ تم اسماعیل کا خلاصہ ہو تم وہ ہو جنہیں اللہ کریم نے اپنی ذات کیلئے پسند فرمایا تمہیں اپنے حرم کا رہائشی بنایا آج کے دن میں تمہارا سردار اور رئیس ہوں یہ نزار کا جھنڈا اور اسماعیل کی کمان اور حاجیوں کے پانی پلانے کی خدمت میں نے عبدالمطلب کے سپرد کی تم اس کی فرمانبرداری کرو تو قریش فوراً کھڑے ہوئے اور دینار اور درہم آپ پر نچھاور کیئے اور سر چوما اور کہا ہم آپ کے فرمانبردار ہیں اور بادشاہ آپ کی بزرگی جانتے اور ہر سال آپ کی قیمتی ہدیئے پیش کرتے ہیں۔ آپ کے فضل سے ابرہہ کے قاصد کا سجدہ کرنا ہے ابرہہ نے مکہ کی طرف اپنا قاصد بھیجا تھا وہ قاصد جب مکہ آیا اور عبدالمطلب کے چہرے کو دیکھا جھک گیا اور اس کی زنان گنگ ہوگئی اور بیہوش ہوکر گر پڑا اور یوں خراٹے مارا تھا جیسے بیل بوقتِ ذبح خراٹے مارتا ہے جب بیہوشی سے افاقا پایا عبدالمطلب کیلئے سجدہ میں گر گیا۔ ابرہہ کے فیل اور فیلہ نے بھی عبدالمطلب کو سجدہ کیا جب ابرہہ کو جیل کے عبدالمطلب کیلئے سجدہ کی خبر پہنچی تو اس کا دماغ اڑ گیا پھر ابرہہ نے حکم کیا کہ عبدالمطلب کو میرے پاس لاؤ جب عبدالمطلب اس کے سامنے آئے اس کے دل میں آپ کی ہیبت واقع ہوئی تو عبدالمطلب کی تعظیم کیلئے اپنے تخت سے کھڑا ہوگیا۔

عبدالمطلب کا زمزم کھودنا

علامہ ابن کثیر نے کہا عبدالمطلب نے ہی زمزم کھودنے کی تجدید کی جب کہ عہد جرہم سے وہ بے نشان ہو چکا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے حطیم کعبہ میں نیند میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے نیک چیز کو کھودو۔ آپ نے کہا نیک چیز کیا ہے؟ خواب میں بتانے والا چلا گیا جب دوسرا دن آیا آپ اسی جگہ سوئے تو خواب میں آنے والے نے کہا کہ نفیس چیز کو کھود کر نکال لو پھر غیبی ہاتف چلا گیا پھر جب اس سے اگلا دن آیا کہا گیا طیبہ پاکیزہ چیز کھود کر نکال لو اتنا کہہ کر وہ چلا گیا جب اس سے اگلا دن آیا آپ اسی جگہ آ کر سو گئے آنے والے نے کہا آپ زم زم کھودیں آپ نے پوچھا زمزم کیا ہے اس نے کہا وہ ایسا کنواں ہے جس کا پانی ختم نہیں ہوگا پھر وہ خاص جگہ بیان کر دی تو آپ نے کھودنا شروع کر دیا قریش نے آپ کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تو کہا اے عبدالمطلب یہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا زم زم کھونے کا مجھے حکم ہوا جب کنواں ظاہر ہوا اور لوگوں نے اس کی بنیاد دیکھی تو کہا اے عبدالمطلب اس میں آپ کے ساتھ ہمارا بھی حق ہے وہ ہمارے باپ اسماعیل (علیہ السلام) کا پانی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا اس میں کوئی حق نہیں تمہارے بغیر یہ خاص میرا حق ہے انہوں نے کہا ہمارا فیصلہ کرائیں آپ نے فرمایا تمہارے اور میرے درمیان قبیلہ بنی سعد بن ہذیم کی ایک کاہنہ ہے اور وہ شام میں تھی اس سے فیصلہ کرائیں حضرت عبدالمطلب اپنے چچا زاد بھائیوں کو ساتھ لے کر سوار ہوئے قریش کے نوجوانوں سے ہر بطن سے آدمی ساتھ ہوئے اس وقت شام سے حجاز تک تمام زمین جنگل تھی قافلہ روانہ ہوا ان ممالک سے کسی ایک جنگل میں جب قافلہ پہنچا عبدالمطلب اور آپ کے ساتھیوں کا پانی ختم ہوا یہاں تک کہ انہوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا پھر باقی قوم سے پانی طلب کیا انہوں نے کہا ہم تمہیں پانی نہیں پلا سکتے ہمیں بھی پیاس کا خوف ہے جو تمہیں پہنچی عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ طلب کیا کہ اب کیا صورت ہوگی سب نے کہا جو آپ کی رائے ہے وہی ہماری رائے ہے۔ آپ نے فرمایا ہر ایک اپنی قبر خود تیار کرے جب بھی کوئی مرے اسے اس کے ساتھی اس کی قبر میں گرا دیں یوں ایک آدمی کو قبر میں دفن کرنے والا کوئی نہیں ہوگا ایک کا ضائع ہونا تمام کے ضائع ہونے سے آسان ہے تو سب نے قبریں تیار کر لیں پھر سب نے کہا اپنے ہاتھ موت لینا اچھا نہیں ہم سفر کرتے ہیں اور پانی طلب کرتے ہیں آپ اپنے آپ مرنا سفر نہ کرنا پانی طلب نہ کرنا عاجز ہو جانا ہے آپ نے فرمایا چلو سفر کرو تو سب روانہ ہوئے۔

جب عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو وہ کھڑی ہوئی تو اس کے قدموں سے میٹھے پانی کے چشمے پیدا ہوئے تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے اپنی سواریاں بٹھائیں تو سب نے پانی پیا اور پانی برتنوں میں بھرلیا پھر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی آواز دی کہ پانی کی طرف آجاؤ ہمیں اللہ نے پانی دے دیا تو وہ آئے اور پانی پیا اور کہا اللہ کی قسم فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا گیا جس نے اس جنگل میں آپ کو پانی دیا زمزم اسی نے آپ کو دیا اب آپ واپس چلیں وہ زمزم آپ کا ہے ہم آپ سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۱۰)

زمزم کے کھودنے پر دو قیمتی چیزیں برآمد ہوئیں۔ (۱) سونے کا چھاج (۲) قلعی شدہ تلواریں۔اس سے کعبہ شریف کا دروازہ طلا کیا گیا۔حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کاہنہ والے سفر سے واپس ہوئے تو زمزم کھودا اور اس میں دو چھاننے سونے کے پائے قبیلہ جرہم نے جنہیں دفن کیا تھا اور ان کے علاوہ تلواریں اور زرہیں پائیں جب یہ چیزیں برآمد ہوئیں تو قریش نے کہا اے عبدالمطلب ان چیزوں میں ہم بھی آپ کے شریک ہیں عبدالمطلب نے کہا نہیں تمہاری کوئی شرکت نہیں لیکن ہم ایک انصاف کا کام کرتے ہیں پیالوں والی قرعہ اندازی کرتے ہیں دو پیالہ کعبہ شریف کے دو میرے دو تمہارے جس کے پیالے کسی چیز پر نکلیں گے وہ چیز اسی کی ہوگی جس کے پیالے نہیں نکلیں گے اس کی کوئی چیز نہیں ہوگی انہوں نے کہا کہ آپ نے انصاف کیا کعبہ شریف کے نام کے پیالے زرد رنگ کے عبدالمطلب کے سیاہ رنگ کے اور قریش کے سفید رنگ کے۔اس کے بعد وہ پیالے اس آدمی کو دیئے گئے جو پیالوں کے دو حصوں پر رکھتا سونے کے چھاننے ایک حصہ بنایا گیا تلواریں اور زرہیں دوسرا حصہ بنایا گیا اور عبدالمطلب نے اپنے ربّ سے دعا شروع کی قرعہ اندازی کرنے والے زرد رنگ کے پیالے چھاننوں پر کر دیئے اور سیاہ رنگ کے تلواروں اور زرہوں پر کر دیئے اور سفید رنگ کے پیالے اپنی جگہ پر رہے یعنی ان کیلئے کوئی حصہ نہیں تھا تو عبدالمطلب نے تلواروں سے کعبہ شریف کا دروازہ بنایا اور دروازہ پر سونے کا طلا کر دیا اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم بابِ کعبہ کو سونے کا طلا سب سے پہلے عبدالمطلب نے کیا۔ (انسان العیون، ج ا ص ۵۵)

ابرھہ اور عبدالمطلب کا حال

ابرہہ نے اپنا لشکر مکہ بھیجا لشکر نے عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ لئے۔ ابن ہشام نے کہا اس لشکر نے عبدالمطلب کے دوسو اونٹ پکڑ لئے قریش نے ابرہہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا قریش فوراً جان گئے کہ ابرہہ کے ساتھ جنگ نہیں کرسکیں گے تو ارادہ ترک کیا ابرہہ جب مکہ پہنچا اس نے اعلان کیا کہ میں تمہاری جنگ کیلئے نہیں آیا میں کعبہ شریف کو گرانے آیا ہوں عبدالمطلب نے فرمایا اللہ کی قسم! ہم اس سے جنگ کا ارادہ نہیں کرتے یہ اللہ کا معزز گھر ہے اور اس کے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کا۔ ابرہہ بادشاہ نے عبدالمطلب کو اپنے پاس بلایا عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے جب ابرہہ نے آپ کو دیکھا آپ کی انتہائی عزت کی تو ابرہہ نے عبدالمطلب کو کہا آپ کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ میرے دوسو اونٹ جنہیں آپ کے لشکر نے لیا واپس کردیں۔ ابرہہ نے کہا آپ نے دوسو اونٹوں کی بات کی اور کعبہ کی مجھ سے بات نہیں کی جس کے گرانے کا میں نے ارادہ کیا۔ عبدالمطلب نے کہا میں اونٹو کا مالک ہوں اور کعبہ کا مالک اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے وہ اونٹ واپس کردیئے جنہیں لشکر والوں نے پکڑا تھا۔ جب ابرہہ نے صبح کی مکہ میں داخل ہونے کی تیاری کی اور ہاتھی کو تیار کیا اور لشکر کو کعبہ کے گرانے کا شوق دِلایا ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرہہ نے کعبہ کے گرانے کا پختہ اِرادہ کرلیا تھا اس کے بعد یمن جانے کا۔ لشکر ابرہہ نے جب ہاتھی کا رُخ مکہ شریف کی طرف کیا نفیل ابن حبیب آیا اور ہاتھی کی کروٹ کے ساتھ کھڑا ہوا پھر اس کا کان پکڑ کر کہا اے محمود بیٹھ جا یا جہاں سے تو آیا سیدھا اسی طرف واپس ہوجا تو اللہ کے معزز گھر میں ہے ہاتھی بیٹھ گیا تو نفیل بن حبیب وہاں سے دوڑتا ہوا نکلا پہاڑ پر چڑھ گیا ابرہہ کے لشکریوں نے ہاتھی کو مارا تاکہ وہ کھڑا ہو وہ کھڑا نہ ہوا پھر اس کے سر میں کلہاڑی اور چھری ماری تاکہ وہ کھڑا ہو اس نے انکار کردیا کھڑا نہ ہوا پھر اسے پیٹ میں وہ عصا مارے جس کی ایک طرف لوہا لگا ہو تو آہنی عصا مار مار کر اسے رنگین کردیا اس کے باوجود بھی وہ کھڑا نہ ہوا تو انہوں نے جب اس کا رُخ یمن کی طرف کیا تو کھڑا ہوگیا چلنا شروع کیا شام کی طرف رُخ کیا تو بھی چل رہا تھا مشرق کی طرف رخ کیا تو بھی چل رہا تھا مکہ کی طرف رُخ کیا تو بیٹھ گیا۔ (ابن ہشام، ص۵۲)

پھر ابرہہ کے لشکر نے ہاتھی کو شراب پلا دی تا کہ اس کی تمیز جاتی رہے ہاتھی اپنے حال پر پکا تھا وہ ہاتھی کعبہ شریف کے درپے نہ ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جتنا ہاتھی کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے اتنا وہ پیچھے ہٹتا۔ابن عباس سے روایت ہے کہ ہاتھی والے آئے جب وہ مکہ کے قریب ہوئے ان کو عبدالمطلب ملے آپ نے ان کے بادشاہ کو کہا تم ہمارے پاس کیسے آئے آپ نے آدمی کو بھیجا ہوتا تو ہم آپ کو ہر وہ چیز دیتے جو آپ چاہتے اس نے کہا مجھے اس گھر کی خبر دی گئی جو اس میں داخل ہو بے خوف ہو جاتا ہے میں اس کے باشندوں کو ڈرانے آیا ہوں عبدالمطلب نے کہا آپ جو چاہیں لے لیں اور واپس ہو جائیں اس نے واپس ہونے سے انکار کیا مگر یہ کعبہ میں داخل ہوا اور کعبہ شریف کی طرف چلا عبدالمطلب پیچھے رہے پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ! میں کعبہ شریف کے ہلاک کرنے والے کے ساتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نہیں جاتا اور دعا کی کہ اے اللہ ہر معبود کی حفاظ کی جگہ ہوتی ہے تو ایسی جگہ کی خود حفاظت فرما ان کا کوئی حیلہ تیری تدبیر پر غالب نہ آجائے اگر تو کعبہ کا کچھ کرے تو جو تیرے لئے ظاہر ہو تو حکم فرما تو دریا سے بادل کی طرح ایک چیز آئی ابابیل پرندوں نے ان پر سایہ کیا ہاتھی سخت آواز نکالتا تھا ابابیل نے اس لشکر کو کھیت کے کھائے ہوئے پتوں کی طرح کر دیا۔ابابیل سے ہر پرندہ تین پتھر لایا ایک چونچ میں اور دو پاؤں میں ان کے اوپر آ کر یہ گرا دیئے جس پر بھی یہ پتھر گرے دوسری طرف سے سے نکلے سر پر گرا تو دبر سے نکلا کسی دوسری جگہ گرا تو دوسری طرف سے نکلا اللہ کریم نے سخت ہوا بھیجی جس نے ان کے پاؤں اُکھیڑ دیئے۔اس موقعہ پر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ کے نورانی بطن میں تھے۔

دعا مانگی جناب آمنہ کو پاس بٹھلا کر
کہ اے کعبہ کے مال نصرت غیبی مہیا کر

حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رُک گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے جھک گیا ہاتھی

نہ کی جب ابرہہ نے ایک ذرہ بھی حرمت کعبہ
ابابیلوں نے کی آکر یکا یک نصرت کعبہ

یہ زندہ معجزہ دِکھلایا اس مہر انور نے
چھپا رکھا تھا جس کو عصمت دامان مادر نے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عبدالمطلب نے مکہ کی ایک عورت سے شادی کی وہ کچھ عرصہ تک فوت ہوگئی پھر دوسری شادی کی وہ بھی فوت ہوگئی پھر خواب میں دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر سے شادی کریں شادی کر لی فاطمہ سے ابوطالب پیدا ہوئے ایک وقت تک نور نبوی فاطمہ کے پیٹ تک منتقل نہ ہوا تو ایک دن عبدالمطلب شکار سے بوقت دوپہر واپس ہوئے سخت پیاسے تھے تو حطیم میں چشمہ جوش مارتا دیکھا اس کا پانی پی لیا اس کی ٹھنڈک پیٹ میں محسوس کی اس وقت اپنی بیوی فاطمہ بنت عمر سے جماع کیا فاطمہ والد مصطفیٰ حضرت عبداللہ سے حاملہ ہوئی جب حضرت عبداللہ اپنی والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کو بڑی خوشی ہوئی شام کے ہر ایک یہودی عالم کو آپ کی ولادت کا پتا چل گیا علمائے یہود کے پاس جب بھی حرم شریف کا کوئی آدمی آتا اس سے حضرت عبداللہ کا حال پوچھتے کہ آپ کیسے ہیں؟ حرم شریف کے آدمی بتاتے کہ ان کا چہرہ حسن و جمال و کمال سے چمکتا ہے علمائے یہود کہتے یہ نور عبداللہ ابن عبدالمطلب کا نہیں یہ نورِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ہے جوان کی پشت سے نکلیں گے جو بتوں کی پوجا کو ختم کریں گے لات اور عزیٰ کو باطل قرار دینگے۔ حضرت کعب نے کہا حضرت عبداللہ تمام قریش سے زیادہ خوبصورت تھے قریش کی تمام عورتوں کو آپ سے محبت تھی یہاں تک کہ وہ چیز آپ کے وقت میں آئی جو یوسف علیہ السلام کو ان کے وقت میں آئی۔ (زرقانی، ج ا ص ۱۱۰)

من جانب اللہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہودیوں سے حفاظت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں ذکر کیا کہ یہودیوں نے آپ سے حسد کیا اور وہ آپ کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے تھے اور آپ سے عجیب اُمور دیکھتے تھے حضرت عبداللہ ایک دن شکار کیلئے نکلے ایک بھاری جماعت کو دیکھا جو شام سے نکلے جنہوں نے عبداللہ کی ہلاکت کیلئے تیز تلواریں میان سے نکالی ہیں یہودی ایسے وقت میں جنگل میں پہنچے کہ وہب زہری بھی اس وقت جنگل میں موجود تھے حضرت وہب زہری نے دیکھا کہ جنت کی سواریوں پر سوار ملائکہ کی جماعت غیب سے نمودار ہوئے حضرت عبداللہ سے یہودیوں کو ہٹایا اور انہیں قتل کر دیا جب وہب زہری نے عبداللہ کی شان دیکھی تو وہب عبدالمطلب کے گھر گئے اور عبدالمطلب کی بیوی کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آمنہ کی شادی عبداللہ بن عبدالمطلب سے کردوں وہب کے بعد دوستوں نے بھی شادی کی آرزو حضرت عبد المطلب کو پہنچائی عبدالمطلب نیک پاکدامن حسب ونسب والی عورت کی تلاش میں تھے تو حضرت آمنہ کو ان تمام صفات سے متصف پایا تو ان کی حضرت عبداللہ کے ساتھ شادی کردی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے شادی کا سبب

عبدالمطلب یمن آیا کرتے تھے یمن میں یمن کے عظما میں سے ایک عظیم آدمی کے پاس رہائش کرتے ایک مرتبہ اس بڑے آدمی کے پاس قیام کیا اس وقت اس کے پاس ایک کتابیں پڑھا ہوا آدمی تھا اس نے کہا اے عبدالمطلب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کا ناک دیکھوں آپ نے کہا کہ قریب ہو کر دیکھ لو اس نے دیکھ کر کہا دو چیزیں دیکھتا ہوں نبوت اور ملک اور یہ دونوں منافین میں دیکھتا ہوں وہ عبد مناف بن قصی اور عبد مناف بن زہرہ ہیں جب یمن سے وہ واپس ہوئے تو اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لیا اپنی شادی ہالہ بنت وہیب سے کی اس بیوی سے حضرت حمزہ پیدا ہوئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے کردی تو ان سے رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پیدا ہوئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ذبیح ثانی کیوں کہلائے

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے زمزم کھودنے میں اپنے مددگار کم پائے منت مانی کہ اگر اللہ کریم ان کو دس بیٹے عطا کرے یہاں تک کہ وہ انہیں دیکھ لیں تو ان سے ایک اللہ کیلئے قربانی دیں گے جب پورے دس بیٹے ہوئے سب مذکر تھے تو ان کو اپنی منت بتائی سب نے بات قبول کی اور کہا آپ اپنی منت پوری کریں اور جو چاہیں کریں تو عبدالمطلب نے ان میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ حضرت عبداللہ پر نکلا تو آپ کا ہاتھ پکڑا اور جائے ذبح کی طرف لے جا رہے تھے اور آپ کے پاس چھری تھی عبدالمطلب کی دو بیٹیاں رو پڑیں اور ان سے ایک نے کہا کہ آپ بیٹے کیلئے عذر پیش کریں کہ حرم کے رہنے والے جو اونٹ چل پھر کر وقت گزارتے ہوں لے کر قرعہ اندازی کریں تو حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں میں قرعہ اندازی کی گئی اس وقت آدمی کی دیت دس اونٹ تھی تو قرعہ حضرت عبداللہ پر نکلا عبدالمطلب دس دس اونٹ بڑھاتے رہے اور قرعہ اندازی کرتے رہے یہاں تک کہ سو اونٹ مکمل ہو گئے اور قرعہ اونٹوں کے نام نکلا حضرت عبدالمطلب اور دوسرے لوگوں نے اللہ اکبر کہا اور سو اونٹ پیش کر دیئے انہیں ذبح کیا۔ سب سے پہلے آدمی کی دیت سو اونٹ کا طریقہ آپ نے چلایا۔ قریش اور عرب میں دیت یہی چلتی رہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس دیت کو برقرار رکھا۔ (خصائص کبریٰ، ج ۱ ص ۱۱۲)

عبد اللہ کا حسن و جمال

یہ بات گزر چکی کہ عبداللہ تمام قریش سے زیادہ خوبصورت تھے حسن کی وجہ سے آپ کا چہرہ چمکتا تھا قریش کی تمام عورتوں کو آپ سے محبت تھی آپ کے حسن کی وجہ سے آپ کے دادا کے پاس نکاح کے پیغام آئے اور بعض عورتوں نے جماع کی خواہش کی جیسے کہ روایت کی گئی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر بنی اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت پر ہوا وہ اس وقت کعبہ شریف کے پاس تھی اس کا نام قتیلہ ہے رقیقہ بنت نوفل بھی کہا گیا اس نے کہا میں آپ کو سو اونٹ دیتی ہوں آپ ابھی میرا قرب کریں یہ خواہش اس نے اس لئے کی کہ اس نے حضرت عبداللہ کے چہرہ میں نورِ نبوت دیکھا اس نے اُمید کی کہ اس نبی کریم کے ساتھ وہ حاملہ ہو آپ نے فرمایا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اس کا خلاف نہیں کرسکتا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے کو لے کر نکلے تاکہ آپ کی شادی ہو عبداللہ کا گزر اہل تبالہ کی ایک کاہنہ پر ہوا جو یہود یہ تھی کتابیں پڑھی ہوئی تھی جس کو فاطمہ بنت مر الخثعمیہ کہا جاتا تھا اس نے عبداللہ کے چہرہ میں نورِ نبوت دیکھا اس نے کہا اے نوجوان کیا آپ ابھی میرا قرب کرسکتے ہیں میں آپ کو سو اونٹ دوں گی آپ نے فرمایا کہ حرام سے مرجانا آسان ہے وہ کام کیسے ہوسکتا ہے جو تم چاہتی ہو عزت والا اپنی عزت اور اپنا دین بچاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے ساتھ چلے گئے آپ کے والد نے آپ کی شادی آمنہ بنت وہب سے کردی حضرت عبداللہ نے اپنی بیوی آمنہ کے پاس تین دن گزارے اور اس کے فوراً بعد اسی عورت فاطمہ کے پاس گئے اس نے کہا اے عبداللہ مجھ سے چلے جانے کے بعد آپ نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا میرے والد نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کردی میں نے تین دن اس کے پاس وقت گزارا۔ فاطمہ نے کہا میں بری عورت نہیں میں نے آپ کے چہرہ میں نور دیکھا میں نے چاہا وہ نور میرے نصیب ہو اور اللہ نے وہ نور اسے دیا جس کا وہ نور مقدر ہے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ١٠١)

ہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی — اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے — سنا ہے کہ وہ دولت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

ابو یزید مدنی سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ حضرت عبداللہ کا قبیلہ خثعم کی ایک عورت پر گزر ہوا اس نے آپ کی آنکھوں کے درمیان آسمان تک چمکتا ہوا نور دیکھا۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ انتہائی حسین تھے وہ ایک دن نکلے قریش کی عورتوں پر ان سے ایک عورت نے کہا کہ تم میں سے کون اس نوجوان سے شادی کرتی ہے کہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو اس کی آنکھوں کے درمیان ہے میں نے اس کی آنکھوں کے درمیان نور دیکھا تو اس سے حضرت آمنہ سے شادی کرلی تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے حاملہ ہوئیں۔ تین سو عورتیں اس غم میں فوت ہوگئیں کہ ان کو نورِ نبی حاصل نہیں ہوسکا۔

خلقت النبی کا ذکر ہو چکا اب ولادت النبی کا ذکر ہوتا ہے ولادت النبی کیلئے آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ضروری ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ حسین تھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زیادہ اونچا مقام یہ تھا کہ آپ نورِ مصطفیٰ کا معدن ہیں اللہ کے برگزیدہ محبوب کی والدہ ہیں شرف اورطہارت کا معدن ہیں اسی حقیقت کو اللہ کریم نے بیان فرمایا لقد جاء کم رسول من انفسکم عظیم الشان رسول ان ہستیوں سے تشریف لائے جو مرتبہ میں تم سب سے زیادہ بزرگ ہیں اور بلند ہیں۔ حضرت آمنہ ہر عیب سے پاک ہیں تمام فضائل سے متصف ہیں خوبصورتی کے تمام لباسات سے متزین و آراستہ ہیں۔ آپ کی یہ شان تھی کہ جب آپ راستہ پر چلتیں اور پتھر پر قدم آتا تو پتھر قدرتِ الٰہی سے نرم ہو جاتا آپ کی شان یہ بھی تھی کہ آپ جب کنویں کی طرف جاتیں پانی کیلئے ڈول کی ضرورت نہ پڑی کنواں جوش مارتا اور پانی آپ کے قدموں میں آجاتا بحسبِ ضرورت نوش فرماتیں اور جتنا ضرورت ہوتا گھر پر لے جاتیں اور آپ کی شان یہ بھی تھی کہ جب دن کو آپ دھوپ میں چلتیں سورج کی شعائیں آپ پر نہ آتیں بلکہ اللہ کریم آپ پر بادل بھیج دیتا آپ کا مفصل ذکر چوتھے مقصد میں آتا ہے۔

وہ خاص پندرہ چیزیں ہیں جن کا ذکر ہوتا ہے:۔

(۱) ملکوت و جبروت میں اعلان..... جب نطفہ زکیہ درہ محمدیہ نے بطن مادر میں قرار پکڑا ملکوت میں اور معالم جبروت میں اعلان کیا گیا بلند قدس کی یونیورسٹیوں کو معطر کردو اور شرف کی اعلیٰ جہات کو خوشبودار بنادو اور صوفیہ کی صاف صفوں میں عبادتوں کے مصلے اور جائے نماز بچھادو کہ بطن آمنہ میں مخفی نور منتقل ہوگیا وہ آمنہ جو پر رونق عقل والی اور محفوظ فخر والی ہے جسے اللہ نے جو قریب ہے دعا کا قبول کرنے والا ہے اس سید برگزیدہ محبوب کے ساتھ خاص کیا کیونکہ اس کا حسب ساری قوم سے افضل ہے اور جن کا پاکیزہ خلق ہے اور جو ستھری شاخ ہے اور جو ہر طرح پاکیزہ ہے۔

سہل بن عبداللہ تستری کا بیان..... انہوں نے کہا جب اللہ نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بطن آمنہ میں تخلیق کا ارادہ فرمایا وہ رجب کی جمعہ کی رات تھی اللہ تعالیٰ نے اس رات رضوان جو کہ جنتوں کا خازن ہے کو حکم دیا کہ جنت الفردوس کے دروازے کھول دو اور آسمانوں اور زمین میں پکارنے والے نے اعلان کیا کہ وہ نور جو مخفی تھا خزانہ میں تھا جس سے نبی ہادی پیدا ہوں گے وہ اس رات بطن آمنہ میں قرار پکڑ رہے ہیں جس بطن میں آپ کی پیدائش مکمل ہوگی اور وہ بشیر و نذیر بن کر جلوہ گر ہوں گے۔

کعب الاحبار کی روایت میں ہے کہ اس رات آسمان اور اس کے ٹکڑوں میں زمین اور اس کے بقعوں میں ندا کی گئی کہ وہ مخفی نور جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں گے وہ اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو چکے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے خوشخبری ہو پھر اس کیلئے خوشخبری ہو۔

(۲) دنیا کے بتوں کا اوندھا ہونا..... کعب الاحبار فرماتے ہیں اصبحت یومئذا اصنام الدنیا منکوسة دنیا کے تمام بت اُلٹ ہوگئے۔

(۳) قحط کا دُور ہونا..... کعب الاحبار فرماتے ہیں قریش سختی میں تھے اور بڑی تنگی میں تھے زمین سرسبز ہوگئی اور درخت بارآور ہوگئے ہر طرف سے اللہ کے کرم کی خبر آئی اس سال کا نام رونق اور فتح والا سال رکھ دیا گیا یہ سال بہتر سے بہتر اور اچھائی اور خیر والا سال قرار پایا۔ امام قسطلانی نے فرمایا حمل والی رات کی یہ فضیلت ہے کہ ہر گھر منور ہوگیا ہر مکان میں نور داخل ہوگیا۔

(٤) قریش کا ہر چوپایہ بول اُٹھا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ گر ہوئے..... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے قریش کا ہر چوپایہ اس رات بول اُٹھا کہ ربّ کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے وہ دنیا کے امام ہیں۔ خصائص کبریٰ میں ہے کہ وہ دنیا کی امان ہیں اور دنیا والوں کے چراغ ہیں۔

(۵) بادشاہوں کے تختوں کا اُلٹا ہونا......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حمل والی رات دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اُلٹ ہوگئے۔

(٦) بادشاہوں کی زبان کا بند ہوجانا......زرقانی میں ہے کہ حمل والی رات تمام بادشاہ گونگے ہوگئے اس دن بالکل نہ بول سکے۔

(۷) وحشی جانوروں کا خوشخبری لے کر دوڑنا......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مشرق کے وحشی جانور مغرب کے وحشی جانوروں کو خوشخبریاں دے رہے تھے کہ رحمۃ اللعالمین نبی بطن مادر میں جلوہ گر ہوگئے۔

(۸) دریائی جانوروں کا خوشی منانا......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دریا کے جانور بعض دوسرے بعض کو خوشخبری دینے کیلئے دوڑے جارہے تھے۔

(۹) حمل کے ہر مہینے میں زمین وآسمان میں اعلان......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ حمل کے ہر مہینے میں زمین وآسمان میں اعلان ہوا کہ وہ وقت قریب آگیا کہ ابوالقاسم مبارک بن کر ظہور فرمائیں۔

(۱۰) ولادتِ نبی والے سال تمام عورتوں کا مذکر اولاد سے حاملہ ہونا......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو اجازت دی کہ وہ مذکر سے حاملہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کیلئے تاکہ خوشی سب کیلئے عام ہو۔

(۱۱) آپ کی والدہ کا حمل کے وقت نور دیکھنا کہ وضع حملہ کے وقت نور ظاہر ہوا......مشکوٰۃ شریف ص۵۱۳ پر ہے عرباض ابن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبین ہوں جبکہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر تیار ہورہا تھا اور میں تمہیں اس بات کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا اور اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی مائیں خواب دیکھتیں ہیں اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ نے وضع حمل کے وقت نور دیکھا جس کی روشنی میں شام کے محل روشن ہوگئے۔ خالد بن معدان اصحاب رسول سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہمیں اپنی خبر دیجئے آپ نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں اور میری ماں نے دیکھا جبکہ وہ حاملہ ہوئیں کہ آپ سے نور نکلا جس کی روشنی سے شام کی زمین سے شہر بصرہ منور ہوگیا۔ امام سیوطی نے کہا کہ یہ اس خواب کا دیکھنا ہے جو حمل میں واقع ہوا۔ ابن کثیر نے کہا آپ کی والدہ نے نبی پاک علیہ السلام کے حمل میں آتے ہی دیکھا کہ آپ سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں شام کے محل روشن ہوگئے پھر جب نبی پاک علیہ السلام کو جنا ظاہر باہر اس خواب کی تعبیر دیکھی۔

(۱۲) سونے کی تختی والا خواب...... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خواب میں دیکھا کہ آپ کو کہا گیا کہ تیرے حمل میں وہ ہستی جلوہ گر ہیں جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں جب تم اسے جنو اس کا نام احمد اور محمد رکھو اور یہ تختی انکے گلے میں ڈال دو جب آپ بیدار ہوئیں تو آپ کے سر کے قریب ایک سونے کی ٹکڑی تھی جس پر لکھا تھا اعـیده بالواحد من شر کل حاسد میں ایک ذات کی برکت سے ہر حاسد کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ محمد ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت آمنہ بنت وہب رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ جب مجھے آپ کا حمل جلوہ گر ہوا کہا گیا تو اس اُمت کے سردار اور ایک روایت میں ہے کہ تو اس امت کے سردار اور اس امت کے نبی سے حاملہ ہوئی۔

(۱۳) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے خوشخبری...... روایت کی گئی کہ قریش کی عورتوں نے جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خواب سنے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گردن اور آپ کے ہاتھ میں لوہا لٹکا دیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جو فرماتے ہیں کہ بیٹی تیرے حمل میں سیّد الانبیاء ہیں اور تو نے لوہے کی ٹکڑی پہنی ہے لوہے سے پرہیز کرو اور بزرگ نے گردن والی چیز اور ہاتھ والی چیز کی طرف اشارہ فرمایا گردن اور ہاتھ والی چیزیں ٹوٹ گئیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آپ کون بزرگ ہیں؟ بزرگ نے کہا میں اللہ کا خلیل ابراہیم (علیہ السلام) ہوں۔

(۱٤) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انبیاء علیہم السلام کی طرف سے خوشخبریاں...... حمل کے پہلے مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں بشارت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں تمام جہان سے بہتر ہستی ہیں۔ دوسرے مہینے میں خواب میں ادریس علیہ السلام نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ بیٹی تیرے حمل میں بلند مرتبہ ہستی ہیں۔ تیسرے مہینے میں نوح علیہ السلام نے زیارت کرائی اور بشارت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں فتح ونصرت سے معزز ہستی تشریف فرما ہیں۔ چوتھے مہینے میں ابراہیم علیہ السلام نے انہیں زیارت کرائی اور فرمایا کہ بیٹی تیرے حمل میں عزت ووقار، عظمت وکرامت والی ہستی جلوہ گر ہے۔ پانچویں مہینے میں انہیں اسماعیل علیہ السلام نے زیارت کرائی اور بشارت دی کہ بیٹی تیرے حمل میں صاحب اسلام ہیبت اور دبدبہ والی ہستی ہیں اور چھٹے مہینے میں ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام آئے اور بشارت دی کہ بیٹی تو قلب سلیم والے فضل وعظمت والے نبی سے حاملہ ہے اور ساتویں مہینے میں داوٗد علیہ السلام نے زیارت کرائی اور بشارت دی کہ بیٹی تو لواء الحمد والے اور مالکِ حوض اور مقامِ محمود والے نبی سے حاملہ ہے اور آٹھویں مہینے میں آپ کے پاس سلیمان علیہ السلام آئے اور بشارت دی کہ بیٹی تو آخری نبی کی ذاتِ پاک سے حاملہ ہو چکی اور نویں مہینے میں آپ کے پاس عیسیٰ علیہ السلام آئے اور بشارت دی کہ تیرے حمل میں وہ ہستی ہیں جن کا چہرہ دلکش ہے جن کی زبان فصیح ہے جن کا دین صحیح ہے۔

النعمة الكبرى لابن حجر مكى هيتمى (نزہۃ المجالس، ج۲ص۱۰۳)

(۱۵) بوجھ محسوس نہ کرنا......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی پاک علیہ السلام کیساتھ میں حاملہ ہوئی میں نے آپ کے دنیا میں جلوہ گر ہونے تک آپکی مشقت محسوس نہ کی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوئیں آپ فرماتی ہیں کہ مجھے آپ کے حمل کا پتا نہ چلا اور نہ آپ کا وزن پایا جیسے کہ عورتیں وزن پاتی ہیں ہاں اتنی بات میں بری سمجھتی کہ حیض نہ آیا کبھی حیض اُٹھتا بھی تھا اور واپس بھی ہوتا تھا۔ابن عائذ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ کے بطن عفت میں مکمل ۹ مہینے رہے آپ کو نہ درد کی شکایت ہوئی نہ اپھارہ کی نہ ہوا کی نہ وہ تکلیف جو حمل والی عورتوں کو لاحق ہوتی ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ نبی پاک علیہ السلام کی والدہ آمنہ سے روایت کرتی ہیں کہ والدۂ مصطفیٰ نے فرمایا کہ میرے اس بیٹے کی شان ہے میں اپنے بیٹے کے ساتھ حاملہ تھی وہ مجھ پر انتہائی خفیف تھے اور بڑی برکت والے تھے۔ اگر تم کہو کہ شداد بن اوس کی روایت اس کے خلاف ہے ان سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ اور اپنی والدہ کا پہلا بیٹا میں ہی تھا اور میری الدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئی تو دوسری عورتیں جو ثقل اور وزن محسوس کرتی ہیں میری والدہ نے ان کی بہ نسبت زیادہ ثقل محسوس کیا تو اس روایت اور باقی روایات میں تعارض ہوا تو جواب یہ ہے کہ ثقل ابتدا میں تھا خِفت بعد میں ہوئی تو دونوں حالتیں خلاف عادت ہوگئیں۔ مواہب اللدنیہ ص ۱۰۷ ابوجعفر محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ تھیں ان کو حکم دیا گیا کہ حمل والی ہستی مبارکہ کا نام نامی اسم گرامی احمد رکھے۔ ابن کثیر نے کہا کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدہ کے شکم مبارک میں تھے کہ آپ کے والد عبداللہ کا انتقال ہوگیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جبکہ آپ فوت ہوئے پچیس سال تھی جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد عبداللہ فوت ہوئے فرشتوں نے کہا اے ہمارے معبود اور ہمارے آقا! تیرا یہ نبی یتیم ہوگیا۔اللہ کریم نے فرمایا آپ کا مددگار اور محافظ اور نصیر میں ہوں۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۰۶)

فصل نمبر-۹

میلاد والی رات کے برکات اور عجائب

(۱) آسمان کی حفاظت...... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شیاطین آسمانوں سے روکے نہ جاتے ان میں داخل ہوتے تھے اور زمین میں ہونے والی خبریں فرشتوں سے سنتے آکر کاہنوں کو بتادیتے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تین آسمانوں سے روکے گئے اور وہب سے روایت ہے کہ چار آسمانوں سے روکے گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تمام آسمانوں سے روکے گئے آسمانوں کی شہب کے ذریعہ سخت حفاظت کی گئی تو جو شیطان پہلے آسمان کے قریب ہونا چاہتا ہے فرشتوں کی بات سننے کیلئے تو اسے آگ کا شعلہ بنا کر پھینک دیا جاتا ہے۔

(۲) نجم احمد کا طلوع..... حسان بن ثابت سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا اٹھتی جوانی والا سات یا آٹھ سال کا اچانک ایک یہودی بوقت صبح اپنے ٹیلہ پر چیخ رہا ہے کہہ رہا ہے اے یہود کا گروہ سب اس کے پاس جمع ہوگئے میں سن رہا تھا یہود نے کہا آپ کو کیا ہوا اس نے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہو چکا جو اسی رات اس نبی کی پیدائش کی نشانی ہے۔ (البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۷۔ مواہب اللدنیہ، ص ۱۲۰)

کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تشریف آوری کے وقت کی خبر دی اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبر دی کہ وہ مشہور ستارہ جس کا نام تمہارے نزدیک فلاں ہے جب وہ حرکت کرے اور اپنی جگہ سے چل پڑے وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خروج کا وقت ہے۔

ابو مالک بن سنان سے وروایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن بنی عبد الاشہل کے پاس آیا تاکہ ان کی مجلس میں کوئی بات کروں اس وقت ہم میں جنگ کا سکون تھا میں نے یوشع یہودی سے سنا وہ کہتا تھا کہ اس نبی کے خروج کا وقت ہوگیا جن کا نام نامی احمد ہے جو حرم سے جلوہ گر ہوں گے۔ ابو مالک بن سنان نے کہا کہ میں بنی قریظہ کے پاس آیا میں نے ایک جماعت کو پایا انہوں نے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ذکر کیا ان سے زبیر بن بطا نے کہا کہ سرخ ستارہ طلوع ہو چکا جو کسی نبی کی تشریف آوری کیلئے نکلتا ہے اور نبی سب آچکے فقط احمد باقی ہیں اور یہی ان کی ہجرت گاہ ہے۔ (البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۷)

ام سعد بنت سعد بن ربیع سے روایت ہے کہ میں نے زید بن ثابت سے سنا جو کہتے تھے کہ علماء یہود بنی قریظہ اور نضیر صفت نبی کا ذکر کرتے تھے جب خاص ستارہ طلوع ہوا انہوں نے اپنی قوم کو خبر دی جو آج رات پیدا ہوں گے وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کا نام احمد ہے اور آپ کی ہجرت گاہ مدینہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے انکار کیا حسد کیا کفر کیا۔ (البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۸)

اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے کہا زید بن عمرو بن نفیل نے کہا کہ مجھے شام کے علماء یہود سے ایک عالم نے کہا کہ تیرے شہر میں نبی ظاہر ہو چکا یا ظاہر ہونے والا ہے جس کا ستارہ نکل چکا تو چلا جا ان کی تصدیق کر اور ان کی پیروی کر۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک یہودی مکہ میں رہا کرتا تھا جب وہ رات آئی جس کی صبح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اس نے کہا اے قریش کا گروہ کیا تم میں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے اس نے کہا تو دیکھو اس رات اس اُمت کا نبی پیدا ہو چکا جس کے دو کندھوں پر علامت ہے تو یہودی مدینہ پھرے اور بچہ کے متعلق سوال کیا ان کو کہا گیا کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کا بیٹا پیدا ہوا تو یہودی لوگوں کو ساتھ لے کر آپ کی والدہ کے پاس پہنچے تو آپ کی والدہ آپ کو نکال لائیں جب یہودی نے علامتِ نبوت دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور اس نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت نکل گئی۔ اللہ کی قسم! وہ تم پر ایسے غالب ہوں گے کہ آپ کی نبوت کی خبر مشرق اور مغرب میں پہنچے گی۔ (مواہب اللدنیہ، ص۱۲۰۔ البدایہ والنہایہ، ص۲۶۷)

(۳) بتوں کا اوندھا ہونا...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا اور وہ علم کا برتن تھا انہوں نے کہا کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تمام بت اُلٹے ہو گئے۔ عبدالمطلب سے روایت ہے کہ اس وقت جبکہ ولادت ہوئی میں کعبہ شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ تمام بت اپنی جگہوں سے گرے اور سجدہ میں جا پڑے اور میں نے کعبہ شریف کی دیوار سے سنا کہ مصطفےٰ پیدا ہوئے جو مختار ہیں جن کے ہاتھوں کافر ہلاک ہوں گے اور کعبہ بتوں کی پوجا سے پاک ہو جائے گا اور وہ نبی اللہ کی عبادت کا حکم کریں گے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

عروہ سے روایت ہے کہ قریش کا ایک گروہ (۱) ورقہ بن نوفل (۲) زید بن عمرو بن نفیل (۳) عبیداللہ بن جحش (٤) عثمان بن حویرث اپنے ایک بت کے پاس تھے وہ بت جس کے پاس وہ جمع ہوا کرتے تھے ایک رات وہ اس بت کے پاس گئے اس کو چہرہ پر گرا ہوا دیکھا انہوں نے بت کو پکڑ کر سیدھا کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ پھر اُلٹا ہو گیا انہوں نے پھر سیدھا کر دیا تیسری بار پھر گر پڑا۔ عثمان بن حویرث نے کہا یہ کسی حادثہ کی وجہ سے ہے انہوں نے بت کو پکڑ کر سیدھا کر دیا جب وہ بت سیدھا ہو گیا تو بت سے بلند آواز سے ہاتف نے آواز دی کہ یہ بت اس بچے کی ولادت سے گرتا ہے جس کے نور سے تمام روئے زمین مشرق و مغرب منور ہو گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج۱ص۱۲۹)

اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ ابن نوفل دونوں ذکر کرتے ہیں کہ وہ دونوں ابرہہ کے مکہ سے واپس آنے کے بعد نجاشی کے پاس آئے انہوں نے کہا جب ہم نجاشی پر داخل ہوئے اس نے کہا اے قریشیو سچ بتاؤ کہ کیا تمہارے ملک میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا جس کے باپ نے اس کے ذبح کا ارادہ کیا ہو اور اس پر پیالوں کی قرعہ اندازی ہوئی ہو اور وہ بچ گیا ہو اور اس کے بدلے کافی اونٹ ذبح کیئے گئے ہوں۔ ہم نے کہا ہاں۔ نجاشی نے کہا تمہیں علم ہے کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا اس نے عورت سے شادی کی جسے آمنہ کہا جاتا ہے وہ اسے حاملہ چھوڑ کر انتقال کر گئے۔ نجاشی نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ آمنہ کا بیٹا ہوا یا نہیں؟ ورقہ بن نوفل نے کہا بادشاہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں ایک رات میں نے اپنے ایک بت کے پاس گزاری کہ بت کے پیٹ سے غیبی پکارنے والا بولتا تھا میں نے اس کی بات سنی وہ کہتا تھا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیدا ہوئے آپ نے بادشاہوں کو ذلیل کر دیا اور گمراہی کو دُور کر دیا اور شرک کی پیٹھ پھیر دی پھر بت سر کے بل گر پڑا۔

زید نے کہا اے نجاشی میرے پاس بھی اسی قسم کی خبر ہے میں اس رات گھر سے نکلا ابوقبیس پہاڑ پر آیا۔ میں نے ایک مرد دیکھا جو آسمان سے اُترتا ہے جس کے دو سبز پر ہیں وہ اس پہاڑ پر آ کر ٹھہر گیا پھر اس نے مکہ کی طرف رُخ کیا اس نے کہا شیطان ذلیل ہوا بت ختم ہوگئے امن والے نبی پیدا ہوگئے پھر اس نے وہ کپڑا پھیلایا جو اس کے ساتھ تھا اور مشرق و مغرب میں وہ کپڑا بچھا دیا گیا اور وہ کپڑا تمام روئے زمین کیلئے کافی ہوگیا اور ایسا نور چمکا قریب تھا کہ میری دید کو ختم کر دیتا جو میں نے دیکھا اس سے مجھ پر ڈر طاری ہوا وہ غیبی ہاتف تھر تھراتا ہوا کعبہ پر گر پڑا اور اس کا نور چمکا جس سے ملک عرب منور ہوگیا اور اس نے کہا زمین پاکیزہ ہوگئی اور اس نے اپنا پھل دیا اور اس نے ان بتوں کی طرف اشارہ کیا جو کعبہ پر تھے تو وہ سب گر گئے۔ نجاشی نے کہا جو میں نے دیکھا میں بھی تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں جس رات کا تم ذکر کرتے ہو میں اس رات اپنے قبلہ میں علیحدگی میں سو رہا تھا اچانک زمین سے ایک گردن نکلی اور ایک سر نکلا۔ سر کہتا تھا فیل والے ہلاک ہوئے ابابیل پرندوں نے ان پر پتھر کی کنکریاں پھینکیں ابرہہ زیادتی کرنے والا مجرم ختم ہوگیا نبی امی حرم کے اور مکہ کے رہنے والے پیدا ہوگئے جس نے آپ کی بات قبول کی نیک بخت ہوا اور جس نے آپ کی بات سے انکار کیا سرکش ہوا پھر وہ سر زمین میں داخل ہو کر غیب ہوگیا میں نے بات کا ارادہ کیا تو بول نہ سکا کھڑے ہونا چاہا تو کھڑا نہ ہو سکا میرے پاس میری بیوی آئی میں نے اسے بتایا کہ میں حبشہ کی بادشاہی کا ارادہ ترک کیا تو اب زبان بھی دُرست ہوگئی اور پاؤں بھی۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۳۰)

(٤) تین دن کعبہ شریف کا کانپنا ہے...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر تین دن اور رات کعبہ شریف کانپتا رہا اور کعبہ شریف سے آواز آتی تھی کہ اب مجھ پر نور کی برسات ہوگی اب میرے زیارت کرنے والے آئیں گے اب میں جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہو جاؤں گا۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۱۸)

(۵) ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ......مخزوم بن ہانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رات جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۲۸۔ البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۸۔ مواہب اللدنیہ، ص ۱۲۱) ستوں مکے میں قائم ہو گئے جب دین بیضا کے گرے غش کھا کے چودہ کنگرے ایوانِ کسریٰ کے۔ کسریٰ کا محل بہت مضبوط تھا جو بڑے پتھروں اور جص سے بنا تھا جس میں کلہاڑے وغیرہ کام نہیں کر سکتے تھے جس کی بنا میں وہ بیس سال لگا رہا جب یہ عمارت شبِ ولادت پھٹی اس کی سخت ڈراؤنی آواز پیدا ہوئی محل کا پھٹنا کسی خلل کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اللہ کریم نے چاہا کہ اس کا پھٹنا ایک نشانی ہو جو روئے زمین پر باقی ہو۔

(٦) فارس کی آگ کا بجھنا......مخزوم بن ہانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ رات ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزار سال سے نہیں بجھی تھی۔

سر فاران لہرانے لگا جب نور کا جھنڈا ہوا اک آہ بھر کر فارس کا آتش کدہ ٹھنڈا۔

علامہ حلبی نے کہا کہ فارس کی آگ بجھ گئی حالانکہ اس کے خدام اسے روشن کرتے تھے صاحب فارس نے لکھا کہ اس رات آگ کے تمام گھر بجھ گئے جن کو ہزار سال گزر چکا تھا کہ وہ نہیں بجھے تھے اہل فارس کی آگ من جانب اللہ بجھائی گئی تا کہ ان کو غم ہو اور بڑی آزمائش ہو کیونکہ آگ ان کا معبود تھی جس کے ختم ہونے سے ان کو عظیم صدمہ ہوا۔

(۷) بحیرہ طبریہ کے پانی کا خشک ہونا......بحیرہ طبریہ ملک شام میں ہے۔ امام زرقانی نے کہا کہ اس کے اور صخرہ بیت المقدس کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے بحیرہ کا طول دس میل ہے اور عرض چھ میل ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جس دریا کا پانی خشک ہوا وہ بحیرہ طبریہ ہے بعض نے کہا وہ بحیرہ ساوہ ہے۔ امام زرقانی نے کہا صحیح یہ ہے کہ جس دریا کا پانی خشک ہوا وہ بحیرہ ساوہ ہے دونوں کے پانی کا ختم ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۸ پر ہے، مخزوم بن ہانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس کی آگ بجھ گئی جس کو ہزار سال گزر چکا تھا جو اس سے پہلے کبھی نہیں بجھی تھی اور بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔

بحیرہ طبریہ بالکل خشک نہ ہوا کچھ پانی چلتا رہا۔ بحیرہ ساوہ بالکل خشک ہو گیا اس کی جگہ شہر ساوہ بنا دیا گیا جو ابھی تک باقی ہے جس نے یہ کہا کہ بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا اس کی مراد یہ ہے کہ اس میں ایسی کمی ہوئی جس قسم کی کمی عرصہ دراز میں بھی نہیں ہوتی یا اس کے خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ تو خشک ہو گیا پھر بارش والے چشموں کی مدد سے چل پڑا۔ (زرقانی، ج ا ص ۱۲۱)

(۸) فارس کے چشموں کے پانی کا ختم ہونا.....ان چشموں کا پانی اس عظیم الشان نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وجود اور آپ کے ظہور کی وجہ سے ختم ہوا۔

(۹) .....آسمان کے اور جنت کے دروازے کھولنے کا حکم.....عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب ہوا اللہ کریم نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور تمام بہشتوں کے دروازے کھول دو۔ (مواہب اللدنیہ، ج ۱ص ۱۱۱۔ خصائص الکبریٰ، ج ۱ص ۱۱۷)

(۱۰) ہر درخت کا میلاد والی رات بارآور ہونا اور خوف کا امن سے تبدیل ہونا.....عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت والی رات ہر درخت کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ بارآور ہو اور ہر خوف کو حکم دیا کہ وہ امن ہو جائے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ۱ص ۱۱۷)

(۱۱) ہر آسمان میں ستون کا قائم کرنا.....حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت والی رات ہر آسمان میں دو قسم کے ستون قائم ہوئے ایک زبرجد کا دوسرا یاقوت کا ستون چمک رہا ہے ولادت کی خوشی میں جو ستون قائم ہوئے وہ آسمان میں مشہور ہیں۔ اسراء والی رات آپ نے انہیں دیکھا کہا گیا یہ وہ ستون ہیں جو آپ کی ولادت کی خوشی میں لگائے گئے تھے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ۱ص ۱۱۸)

(۱۲) تین جھنڈوں کا نصب ہونا.....ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کی ولادت والی رات تین جھنڈے دیکھے۔ ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ شریف کی پشت پر۔ (مواہب اللدنیہ، ج ۱ص ۱۱۲۔ خصائص الکبریٰ، ج ۱ص ۱۲۰)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ریشم سندس کا ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی شاخ پر ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان میں لگایا گیا اس جھنڈے کے سر سے نور چمکتا ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ۱ص ۱۲۱ تا ۱۲۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۲۶)

(۱۳) سفید ریشمی چادر کا زمین و آسمان کے درمیان قائم کرنا.....ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ کی ولادت والی رات میں نے سفید ریشم کی چادر دیکھی جو زمین اور آسمان کے درمیان قائم کی گئی۔ (خصائص الکبریٰ، ج ۱ص ۱۱۹)

(۸) فارس کے چشموں کے پانی کا ختم ہونا......ان چشموں کا پانی اس عظیم الشان نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وجود اور آپ کے ظہور کی وجہ سے ختم ہوا۔

(۹) ......آسمان کے اور جنت کے دروازے کھولنے کا حکم......عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب ہوا اللہ کریم نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور تمام بہشتوں کے دروازے کھول دو۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ااا۔ خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۷)

(۱۰) ہر درخت کا میلاد والی رات بار آور ہونا اور خوف کا امن سے تبدیل ہونا......عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت والی رات ہر درخت کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ بار آور ہو اور ہر خوف کو حکم دیا کہ وہ امن ہو جائے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۷)

(۱۱) ہر آسمان میں ستون کا قائم کرنا......حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت والی رات ہر آسمان میں دو قسم کے ستون قائم ہوئے ایک زبرجد کا دوسرا یاقوت کا ستون چمک رہا ہے ولادت کی خوشی میں جو ستون قائم ہوئے وہ آسمان میں مشہور ہیں۔ اسراء والی رات آپ نے انہیں دیکھا کہا گیا یہ وہ ستون ہیں جو آپ کی ولادت کی خوشی میں لگائے گئے تھے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۸)

(۱۲) تین جھنڈوں کا نصب ہونا......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کی ولادت والی رات تین جھنڈے دیکھے۔ ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ شریف کی پشت پر۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۱۲۔ خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۰)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ریشم سندس کا ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی شاخ پر ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان میں لگایا گیا اس جھنڈے کے سر سے نور چمکتا ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۱ تا ۱۲۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۲۶)

(۱۳) سفید ریشمی چادر کا زمین و آسمان کے درمیان قائم کرنا......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ کی ولادت والی رات میں نے سفید ریشم کی چادر دیکھی جو زمین اور آسمان کے درمیان قائم کی گئی۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۹)

(١٤) سورج کو عظیم نور سے آراستہ کرنا اور ستر ہزار حور کا اس کے سر پر کھڑا کرنا...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ولادت والی رات کے دن کو نور عظیم سے خوبصورت بنا گیا اور اس کے سر پر ستر ہزار حوریں قائم کی گئیں وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ولادت کا انتظار کرتی ہیں۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۸)

(١٥) نہر کوثر کے کناہ پر کستوری کے درخت لگانا...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کی ولادت والی رات نہر کوثر کے کنارہ پر اذ فر کستوری کے ستر ہزار درخت اُگائے جن کے پھل جنتیوں کی دھونیاں ہوں گی۔

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی اُمید کی خاطر
یہ ساری کاہشیں تھیں ایک صبح عید کی خاطر
مشیت تھی یہ سب کچھ تہ افلاک ہونا تھا
کہ سب کچھ ایک دن نذر شہِ لولاک ہونا تھا
نئے سر سے فلک نے آج بخت نوجواں پایا
خزاں دیدہ زمین پر دائمی رنگ بہار آیا
دھر سطح فلک پر چاند تارے رقص کرتے تھے
ادھر روئے زمین کے نقش بنتے تھے سنورتے تھے
جہاں میں جشن صبح عید کا سامان ہوتا تھا
ادھر شیطان تنہا اپنی ناکامی پہ روتا تھا
نثار تیری چہل پہل پہ اے ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے اور سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

(١٦) شیطان کو زنجیروں سے جکڑنا...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کا شیطان پکڑا گیا ستر زنجیروں سے جکڑا گیا اور سبز رنگ کے دریا کی تہہ میں اُلٹا لٹکا دیا گیا اور تمام شیطان اور سرکش جن باندھ دیئے گئے۔ (ایضاً، ص ۱۱۶)

علامہ ابن کثیر نے کہا شیطان چار مرتبہ رویا...... (١) جب اسے ملعون بنایا گیا (٢) جب وہ جنت سے نکالا گیا اور (٣) جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور (٤) جب سورۂ فاتحہ اُتاری گئی۔ (البدایہ والنہایہ، ص ٢٦٨)

(١٧) پہاڑوں اور دریاؤں کی خوشی...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی خوشی سے دنیا کے پہاڑ دراز ہوگئے، دریاؤں کا پانی بلند ہوگیا سمانہیں سکتا تھا دریائی جانوروں نے خوشیاں منائیں۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۷)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے نفاس دردزہ کی بات بیان کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ جو حالت دوسری عورتوں کو لیتی ہے وہ مجھے لاحق ہوئی قوم کے کسی آدمی کو میرا پتا نہیں۔ میں نے سخت دھما کا سنا اور عظیم امر مجھے اس سے ڈر لاحق ہوا میں نے دیکھا سفید پرندہ کے پر نے میرے دل پر مسح کیا ہر رُعب اور ہر درد جو میں پاتی تھی وہ مجھ سے دُور ہو گیا پھر میں نے توجہ کی تو میرے لئے خاص سفید رنگ کا شربت (دودھ) تھا میں پیاسی تھی میں نے وہ دودھ پی لیا تو میرے لئے بلند نور روشن ہوا پھر میں نے لمبے قد کی عورتیں دیکھیں گویا کہ وہ عبدِمناف کی بیٹیاں ہیں جو مجھے اشارہ کرتی ہیں۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۹)

میں اس بات سے تعجب کر رہی تھی کہ اللہ سے مدد مانگ رہی تھی کہ انہوں نے مجھے کیسے جان لیا انہوں نے کہا ہم آسیہ فرعون کی عورت اور مریم عمران کی بیٹی ہیں اور یہ حورعین ہیں۔ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۱۲) اور اچانک ایک کہنے والا کہتا ہے کہ آپ کو لوگوں کی آنکھوں سے لے لو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے مرد دیکھے جو ہوا میں ٹھہرے ہوئے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک جماعت آ گئی جنہوں نے میرے حجرے کا احاطہ کر لیا ان کی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے ہیں۔ اللہ نے میری نگاہ سے پردہ اُٹھایا کہ میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھ سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے انار کے دانہ کی طرح جس کی خوشبو از فر کستوری سے زیادہ پاکیزہ تھی میں عورتوں کے کندھوں پر سہارا پکڑ رہی تھی اور ان کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھ رہی تھی گویا کہ وہ ابتداء ہی سے گھر میں میرے ساتھ تھیں کسی دوسری چیز کو میں نہیں دیکھتی تھی تو اس حال میں مَیں نے **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو جنا۔

وہ دن آیا کہ پورے ہوگئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کردیئے ہر بات کے وعدے
مرادیں بھر کے دامن میں مناجات زبور آئی
سحر کی روشنی پڑھتی ہوئی آیات نور آئی
نظر آئی بالآخر معنی انجیل کی صورت
ودیعت ہوگئی انسان کو تکمیل کی صورت

ولادت کے وقت کے عجائب

(۱) **بوقتِ ولادت نوری ملائکہ حاضر ہوئے** ...... عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت ملائکہ کو حاضری کا حکم فرمایا ملائکہ اُترے ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے تھے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۷)

بجائی بڑھ کے اسرافیل نے پر کیف شہنائی — ہوئی فوجِ ملائک جمع زیرِ چرخ مینائی
ندا آئی دریچے کھول دو ایوانِ قدرت کے — نظارے خود کرے گی آج قدرت شانِ قدرت کے
یکایک ہوگئی ساری فضا تمثال آئینہ — نظر آیا معلق عرش تک اِک نور کا زینہ
خدا کی شانِ رحمت کی فرشتے صف بہ صف اُترے — پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اُترے
سحاب نور آکر چھا گیا مکے کی بستی پر — ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر
ہوا عرش معلیٰ سے نزول رحمت باری — تو استقبال کو اُٹھی حرم کی چار دِیواری
مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آ پہنچا — نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا
مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے — جناب رحمۃ اللعالمین تشریف لے آئے
بصد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی — امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی
ندا ہاتف کی گونج اُٹھی زمینوں آسمانوں میں — خموشی دب گئی اللہ اکبر کی اذانوں میں
حریم قدس سے میٹھے ترانوں کی صدا گونجی — مبارک باد بن کر شادیانوں کی صدا گونجی
بہر سو نغمہ صلِ علیٰ گونجا فضاؤں میں — خوشی نے زندگی کی روح دوڑادی ہواؤں میں
فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی — جنابِ آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی — سلام اے فخر موجودات فخر نوعِ انسانی

(۲) بوقتِ ولادت نور کا ظہور...... عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ نے آپ کی ولادت کے وقت نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۴) اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ جب میرے صاحبزادے کی ولادت ہوئی تو مشرق و مغرب آپ کے نور سے منور ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۴۔ مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۱۵)

آپ کی خادمہ شفاء بنتِ عمرو بن عوف کا بیان ...... عبدالرحمٰن بن عوف اپنی والدہ شفاء بنتِ عمرو بن عوف سے روایت کرتے ہیں شفا نے کہا جب آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھ پر جلوہ گر ہوئے تو آپ نے **لا الٰہ الا اللّٰہ** پڑھا۔ استہل کا معنی روئے اور چیخے بھی ہو سکتا ہے شفاء نے کہا میں نے سنا کہ کہنے والا جواب میں کہتا تھا کہ اللہ کریم آپ پر رحم فرماوے آپ کا ربّ آپ پر رحم کرے شفا نے کہا میرے لئے از مشرق تا مغرب تمام دنیا منور ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے۔
(البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۴۔ مواہب اللدنیہ، ص ۱۱۹۔ خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۷)

عثمان ابن ابی العاص کی والدہ کا بیان ...... عثمان ابن ابی العاص سے روایت ہے انہوں نے کہا میری والدہ نے مجھے بیان کیا کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی میری والدہ آپ کی خدمت کیلئے ولادت والی رات وہیں حاضر تھیں۔ میری والدہ نے بیان کیا میں نے گھر میں نور ہی نور دیکھا میں ستاروں کو دیکھتی جو قریب ہو رہے تھے یہاں تک کہ میں کہتی کہ وہ مجھ پر گر جائیں گے جب میں نے آپ کو جنا تو آپ سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ کمرہ اور کمرہ کا صحن منور ہو گیا۔
(البدایہ والنہایہ، ص ۲۶۴۔ مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۱۶۔ خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱۳)

عمرو بن قتیبہ کا بیان ...... عمرو بن قتیبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے دنیا نور سے بھر گئی۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۸)

حضرت عکرمہ کا بیان ...... حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے کل روئے زمین نور سے منور ہو گئی۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۷)

حضرت حلیمہ سعدیہ کا بیان ...... آپ نے فرمایا کہ عبدالمطلب نے مجھے اس گھر میں داخل کیا جس میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھے آپ سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھا آپ خوش ہو کر مسکرائے اور آنکھیں کھولیں مجھے دیکھنے کیلئے دونوں آنکھوں سے بہت بڑا نور نکلا عنان سما تک جا پہنچا یہ نظارہ میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا تو میں نے آپ کی پیشانی چومی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۰۵) نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت والی رات جو ریشم کا جھنڈا قائم کیا گیا اس کی اصل سے بھی ایسا نور چمکا جو آسمان تک پہنچا۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۲۲)

بوقتِ ولادت محبوب کے چہرہ کی شان ......حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ولادت کے بعد میں نے آپ کو دیکھا آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا آپ کی خوشبواذفر کستوری کی طرح مہکتی تھی۔ (مواہب اللدنیہ، ص ۱۱۵)

زمین سے قدرتِ الٰہیہ کے ساتھ پانی کا پیدا ہونا...... پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل کیلئے فرشتہ نے زمین پر پر مارا تو دودھ سے زیادہ سفید پانی نکلا تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین مرتبہ اس پانی میں داخل کیا ہر مرتبہ جب آپ کو فرشتہ پانی سے نکالتا میں آپ کے چہرہ کی روشنی ایسے دیکھتا جیسے کہ سورج چڑھ چکا اور آپ کے چہرہ کی چمک شام کے محلات پر پڑتی آپ کی چمک سورج کی چمک کی طرح پڑتی یہ روایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد عباس سے نقل کی ان روایات سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات نور ہے کل روئے زمین آپ کے نور سے منور ہوگئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۲۶)

بوقتِ صبح ولادت میں حکمت ......وہ حکمت یہ ہے کہ یہ وقت ایسا ہے تاریکی جارہی ہے روشنی آرہی ہے اندھیرا جارہا ہے نور آرہا ہے اس ساعت میں آنے والے نور ہیں آپ کے جلوہ گر ہونے سے تاریکی ختم ہوگئی کفر ختم ہوا اسلام آگیا باطل ختم ہوا حق آگیا۔ یہ نور باقی انوار سے کامل ہے کوئی مکہ کا رہائشی چاند سورج ستاروں کے نور میں بصریٰ کے محل نہیں دیکھ سکتا اس نور کی روشنی میں شام کے شہروں کے محل دیکھے گئے۔ تمام انوار کی اصل آپ کا نور ہے۔

مسنیر از تابش یک آفتاب　　عالمے واللہ اعلم بالصواب
ایک آفتاب کے نور سے سارا جہان چمک اُٹھا۔

آفتاب خاتمیت شد بلند　　مہر آمد شمعہا خامش شدند
آفتاب خاتمیت جلوہ گر ہوا سورج کے نکلنے سے چاند اور ستاروں کا نور ختم ہوگیا۔

نور حق از شرق بے مثلی بتافت　　عالم از تابش اوکام یافت
اللہ کا نور بے مثل مطلع سے ظاہر ہوا تمام جہان نے آپ کے نور سے نور پایا۔

دفعۃً برخاست اندر مدح او　　از زبانہا شور کا مثل لہٗ
یکبارگی آپ کی تعریف میں زبانوں سے یہ کلمات نکلے کہ بے مثل ہستی جلوہ فرما ہوئے۔

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست　　ہمہ نور ہا پر تو نورِ اوست
موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ سے کلام کیا آپ نے فوق العرش اللہ سے کلام کیا
آپ ہر نور کی اصل ہیں ہر نور آپ کے نور کا عکس ہے۔

آج میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آگیا وہ نور جس کا سارا نور ہے

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

جگمگا اُٹھے ہیں عرش و فرش کرسی نور سے
اللہ اللہ کیا چمک کیا روشنی کیا نور ہے

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

تُو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا اَبرو ہے کعبہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا
یوں مجازا چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تیرا روضہ جالیاں روضہ کی ہر دیوار و در
نور کے دربار کا ہر گوشہ گوشہ نور کا

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب آپ میرے شکم سے دنیا میں جلوہ گر ہوئے میں نے آپکو دیکھا کہ آپ سجدہ کر رہے تھے آپ نے اپنی اُنگلیاں آسمان کی طرف اُٹھائی تھیں۔ زاری کرنے والے گڑگڑانے والی کی طرح۔ (زرقانی، ج ا ص ۲۴۴)

علامہ ابن کثیر نے کہا آپ شکم مادر سے زمین کی طرف ہاتھوں کے سہارے رونق افروز ہوئے پھر آپ نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر بلند فرمایا۔ بعض نے کہا آپ اپنے گھٹنوں کے بل عالم دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ا ص ۲۶)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کو دیکھا آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا آپ کی خوشبو اذفر کستوری کی طرح مہکتی تھی۔ (مواہب اللدنیہ، ص ۱۱۵)

(۳) صاف ستھرا پیدا ہونا...... حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے آپ کو اس حال میں جنا کہ آپ صاف تھے آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۱٦)

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اس حال میں جنا کہ آپ صاف تھے آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ (مواہب اللدنیہ، ص ۱۱۷)

انسان العیون میں ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حال میں پیدا ہوئے کہ سرمہ لگا ہوا تھا اور صاف تھے آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ (مواہب اللدنیہ، ص ۸٦)

(٤) ختنہ شدہ پیدا ہونا...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں میرے ربّ کے نزدیک میری یہ شان ہے کہ میں اس حال میں پیدا ہوا کہ میرا ختنہ ہو چکا تھا اور کسی نے میرا ننگ غلیظ نہیں دیکھا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ا ص ٧٦)

(۵) ناف بریدہ پیدا ہونا...... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ (انسان العیون، ج ا ص ۸٦)

(٦) تعظیمِ حبیب اور ابلیس سے حفاظت...... حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے ابلیس نے کہا آج رات ایک لڑکا پیدا ہوا جو ہمارا کام خراب کردے گا اس کے لشکر نے اسے کہا اگر آپ اس کی طرف جائیں اس کی عقل کو خراب کردیں تو بہتر ہوگا وہ روانہ ہوا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو اللہ کریم نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تو جبرئیل علیہ السلام نے اسے پر مارا وہ عدن ملک میں جا گرا۔

(۷) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل روئے زمین کا طواف کرنا......آپ کو مشرق اور مغرب یعنی کل روئے زمین کا طواف کرایا گیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پیدائش گاہ دکھائی گئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سفید بادل دیکھا جو آیا اور میرے بیٹے کا احاطہ کیا تو میرا بیٹا مجھ سے غیب کر دیا گیا میں نے پکارنے والے سے سنا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو زمین کے مشرق و مغرب کا طواف کرادو اور سمندروں میں بھی لے جاؤ تاکہ وہ آپ کے نام سے واقف ہوں اور آپ کی نعت اور صورت سے واقف ہوں اور جان لیں کہ سمندروں اور دریاؤں میں آپ کا نام ماحی ہے آپ کے زمانہ میں شرک ذرّہ بھر بھی نہیں رہے گا وہ بادل آپ کو جلدی واپس لایا آپ ظاہر ہو گئے آپ سفید اونی کپڑے میں درج تھے آپ کے نیچے سبز رنگ کا ریشمی بستر تھا۔ آپ نے سفید آبدار موتی کی تین چابیوں پر قبضہ کیا تھا کہنے والا کہتا ہے کہ آپ نے نصرت اور ہوا اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ فرمایا پھر دوسرا بادل آ گیا جن سے گھوڑوں کی آواز پروں کی آہٹ سنتی تھی اس بادل نے آپ کا احاطہ کر لیا تو آپ مجھ سے غیب کر دیئے گئے اور میں نے پکارنے والے سے سنا کہ وہ پکارتا ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مشرق و مغرب کا طواف کرادو اور جہاں انبیاء کرام علیہم السلام پیدا ہوئے ان جگہوں کا طواف کرادو اور ہر روحانی جن انسان پرندے درندے پر پیش کرو۔

(۸) پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اخلاق انبیاء سے اتصاف......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت چل رہی ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو صفاءِ آدم اور رقت نوح خلۃ ابراہیم لسانِ اسماعیل بشریٰ یعقوب جمالِ یوسف صوتِ داؤد صبرِ ایوب زُہد یحییٰ کرمِ عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام عطا کر دو۔ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق سے آپ کو متصف کر دو۔ پھر بادل آپ سے دُور ہو گیا اس وقت آپ نے تہہ در تہہ سبز رنگ کے ریشم کو پکڑا ہوا تھا۔ کہنے والا خوشی کا اظہار کر رہا تھا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سای دنیا پر قبضہ کر لیا دنیا کی کوئی چیز باقی نہیں رہی مگر آپ کی مٹھی میں آ گئی۔

(۹) تین فرشتوں کا مہر نبوت لگانے والا کام......حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے تین شخص دیکھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا برتن ہے دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا تھال ہے تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم ہے تیسرے نے ریشم کو پھیلایا اس سے مہر نکالی جس پر ناظرین کی نگاہیں حیران ہوں مہر کو چاندی والے برتن سے سات مرتبہ دھویا پھر دو کندھوں کے درمیان میں مہر لگا دی اور آپ کو ریشم میں لپیٹا پھر ایک ساعت اپنے پروں میں داخل کیا پھر میرے بیٹے کو میرے سپرد کر دیا۔

(مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۱۵)

(۱۰) کعبہ شریف کا سجدۂ تعظیمی......عبدالمطلب نے کہا میں نے منت مانی تھی وہ منت کی چیز کعبہ شریف کی طرف اُٹھا کر لے گیا اور آپ کی ولادت والی رات میں کعبہ شریف میں تھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ کعبہ مقامِ ابراہیم میں سربسجود ہے پھر وہ اپنے اصلی حال کی طرف لوٹا اور فصیح زبان سے اللہ اکبر کہا۔ (معارج النبوۃ، ج ا ص ۵۰)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ صبح کے وقت کعبہ شریف کا طواف کیا کرتے تھے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی دعا کیا کرتے تھے۔

دعا یہ تھی کہ یا ربّ نعمت موعود مل جائے — بنو ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے
اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی — مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی
کہ رحمت نے تیری سوکھی ہوئی ڈالی ہری کردی — تیری بیوہ بہو کی گود اپنے نور سے بھردی
ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا — نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی درِ یتیم ایسا

(۱۱) بشارت (عبدالمطلب کو تین دن زیارت کی باری نہ ملی)......ابن اسحاق سے روایت ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جب ولادت ہوئی آپ کی والدہ نے آپ کے دادا کو ولادت کا پیغام بھیجا آپ اس وقت کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھی بشارت سن کر عبدالمطلب حضرت آمنہ کے گھر آئے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت آمنہ نے ہلکی آواز سے جواب دیا عبدالمطلب نے کہا دروازہ کھول تو حضرت آمنہ نے جلدی دروازہ کھولا جب عبدالمطلب گھر میں داخل ہوئے اور آمنہ کی پیشانی دیکھی نور نہ پایا کہا اے آمنہ تیری پیشانی کا نور کہاں گیا۔ حضرت آمنہ نے جواب دیا بیٹا پیدا ہوگیا ان کی ولادت کے وقت مجھ سے ایسا نور نکلا جس سے ملک شام کے شہر بصری کے محل میرے لئے روشن ہوگئے۔ عبدالمطلب نے کہا تیری بات پر یقین نہیں آتا اس لئے کہ میں نے تم میں حمل کا کوئی اثر نہیں دیکھا تھا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے سچ کہا عبدالمطلب نے کہا بیٹا لاؤ میں اسے دیکھوں حضرت آمنہ نے فرمایا تم اسے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ میرے پاس ایک شخص سبز زمرد کا تھال لایا اس نے میرے بیٹے کو اس تھال میں غسل دیا اور اس نے کہا تین دن اپنا بیٹا کسی کو نہ دکھاؤ۔ عبدالمطلب نے تلوار نکال لی اور کہا بیٹا دکھاؤ ورنہ میں تمہیں ہلاک کردوں گا یا اپنے آپ کو ہلاک کردوں گا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ وہ فلاں حجرہ میں سفید اون کے کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں وہاں جا کر زیارت کرلو۔ جب عبدالمطلب اس حجرہ کے قریب گئے ایک ہیبت ناک شخص ظاہر ہوا جس نے تلوار نکالی اور کہا واپس ہوجاؤ جب تک فرشتے آپ کی زیارت نہ کرلیں کوئی انسان آپ کی زیارت نہیں کرسکتا جب عبدالمطلب نے اس کی یہ بات سنی جسم کانپ اُٹھا ہاتھ سے تلوار گرگئی جب گھر سے نکلے قریش کو یہ قصہ سنانا چاہا تو سات دن زبان بند ہوگئی۔ (معارج النبوۃ، ج ا ص ۵۱)

(۱۲) تین دن کے بعد عبدالمطلب بہو آمنہ کے گھر میں اور طوافِ کعبہ......

نظر آتی تھی آج اس گھر میں آبادی ہی آبادی — انگوٹھا چوستا تھا اس جگہ انسان کا ہادی
اُٹھایا گود میں دادا نے عالی قدر پوتے کو — دکھانے لے چلے حق کا مقامِ صدر پوتے کا
شجر رستے میں استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر — حجر قدموں کے آگے بچھ گئے تسلیم کی خاطر
نظر میں آج دنیا کچھ نئی معلوم ہوتی تھی — کہ ہر سو زندگی ہی زندگی معلوم ہوتی تھی
طوافِ کعبہ کرنے جا رہا تھا قبلہ عالم — کہ جس کی ذات سے حق کی بنائیں ہوگئیں محکم
یہی کعبہ بلائیں لے رہا تھا گرد پھر پھر کے — ھو اللہ احد کہتے تھے بت سجدے میں گر گئے

(۱۳) طوافِ کعبہ کے بعد عبدالمطلب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گھر لاتے ہیں......

امانت آمنہ کی آمنہ کے بر میں پہنچادی — غلاموں لونڈیوں نے اس خوشی میں پائی آزادی
بشارت کے مطابق آمنہ نے نام بتلایا — فرشتوں نے بتایا تھا کہ احمد ہے تیرا جایا
کہا دادا نے اے بیٹی مرا پوتا محمد ہے — کہ دنیا بھر کے مسلمانوں سے اعلیٰ اور امجد ہے

(۱٤) پیدا ہوتے ہی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہلا کلام ...... **حافظ الحدیث ابو الفضل علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں کہا کہ سیر واقدی میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلا کلام پیدا ہوتے جو کیا وہ یہ ہے اللہ اکبر کبیرا اللہ بہت بڑا ہے۔ الحمدللہ کثیراً اللہ کریم کی بے شمار تعریف ہے۔ سبحان اللہ بکرۃ واصیلا صبح وشام اللہ کی ہر عیب سے پاکیزگی ہے۔**

(۱۵) کعبہ شریف کا شکر...... **عمرو بن قتیبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ لوگوں نے کعبہ شریف سے آواز سنی جبکہ کعبہ شریف کہتا تھا کہ اب مجھ پر نور برسے گا اب میرے زیارت کرنے والے آئیں گے اب میں جہالت کی ناپاکیوں سے پاک ہو جاؤں گا اے عزّیٰ اب تو ہلاک ہوگیا۔** (خصائص کبریٰ، ج۱ص۱۱۸)

(١٦) دیگ کا پھٹ جانا...... ابوالحکم تنوخی سے روایت ہے کہ قریش کا جب کوئی لڑکا پیدا ہوتا وہ بچہ صبح تک قریش کی عورتوں کو دیتے وہ بچہ کے اوپر دیگ بطورِ حفاظت رکھ دیتیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کیا عورتوں نے آپ کو دیگ کیساتھ ڈھانپ دیا۔ صبح کے وقت عورتیں آئیں دیگ کو دیکھا دو ٹکڑے ہو چکی اور آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کی دونوں آنکھیں کھلی ہیں اور آپ آسمان کی طرف نگاہ کی ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہیں عورتوں کے پاس عبدالمطلب آئے عورتوں نے آپ کو کہا کہ ہم نے آپ کے بیٹے جیسا کسی کا بیٹا نہیں دیکھا۔ دیگ کے دو ٹکڑے ہو گئے آپ آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا تم ان کی حفاظت کرو میں اُمید کرتا ہوں کہ ان کی شان ہوگی یا وہ کسی بہتری تک پہنچیں گے۔ جب آپ کی ولادت کو ساتواں دن ہوا آپ کا عقیقہ کیا جانور ذبح کیا طعام کیلئے قریش کو بلایا جب قریشی روٹی کھا چکے تو انہوں نے کہا جس بیٹے کیلئے آپ نے ہماری عزت کی اس کا نام کیا رکھا آپ نے فرمایا میں نے اس کا نام محمد رکھا قریش نے کہا کہ آپ نے انوکھا نام رکھ دیا گھر والوں سے کسی کا ایسا نام نہیں عبدالمطلب نے جواب دیا کہ محمد کا معنی ہے جس کی بار بار تعریف ہو جس کی بے شمار تعریف ہو میں چاہتا ہوں کہ آسمانوں میں اللہ اس کی تعریف کرے اور زمین میں اس کی مخلوق آپ کی تعریف کرے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ا ص ۲۶۶)

بعض علماء نے کہا عبدالمطلب اور حضرت آمنہ کے دل میں اللہ کریم نے یہ بات ڈال دی کہ آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ محمد وہ ہے جس میں صفاتِ حمیدہ ہوں تاکہ نام اور کام مل جائیں اور نام اور نام والا صورت اور حقیقت میں ایک دوسرے کے مطابق ہو جائیں۔

وشق اسمه' من اسمهٖ ليجله فذو العرش محمود وهذا محمد

اللہ کریم نے اپنے نام سے محبوب کا نام نکالا تاکہ آپ کو شان عطا کرے عرش والا محمود ہے اور یہ محمد جلوہ گر ہیں۔

(١٧) آپ کا گھوارہ فرشتوں کی تحریک سے چلتا تھا...... خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۳۴ پر ہے ابن سبع نے کہا کہ آپ کے مہد مبارک کو ملائکہ کرام چلایا کرتے تھے۔

(١٨) چاند سے باتیں...... عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا آپ کے دین میں داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ میں نے آپ کی نبوت کی ایک علامت دیکھی میں نے دیکھا کہ آپ مہد میں چاند سے باتیں کرتے ہیں اور اس کی طرح آپ اپنی انگشت سے اشارہ کرتے ہیں جس طرف آپ اشارہ کرتے ہیں چاند اسی طرح جھک جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے سے مصروف کرتا تھا اور جب وہ تحت العرش سجدہ کرتا ہے میں اس کی سجدہ کی آہٹ سنتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ج ا ص ۲۶۶)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں ۔۔۔ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے اور سوموار کے دن پیدا ہوئے۔

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے کہا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سوموار کے روزہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں مَیں پیدا ہوا اور قرآنِ پاک اسی دن میں مجھ پر اُترا۔ (مسلم شریف، ص ۳۶۸)

فیل والے واقعہ سے پچاس دن گزر چکے تھے کہ آپ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سوموار کے دن پیدا ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۱ص ۲۶۱) اور ربیع الاوّل میں پیدا ہونا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہِ ربیع الاوّل میں سوموار کے دن پیدا ہوئے تاریخ ۱۲ تھی ابن اسحاق نے اسی پر نص کی۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۱ص ۲۶۰)

(مقصد نمبر تین میں آٹھ فصل ہیں)

فصل نمبر-۱

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کے جواز پر دلائل

جاننا چاہئے کہ اللہ کی نعمتیں بہت ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا آیت میں نعمت کے تبدیل کرنے والے کفار قریش ہیں اور اللہ کی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نعمت پر شکر اور خوشی واجب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل بفضل اللہ وبرحمتہٖ فبذالك فيلفر حوا هو خير مما يجمعون محبوب آپ فرمادیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ضروری خوشی مناؤ تمہارا خوشی منانے والا اجتماع بہترین اجتماع ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی منانا واجب ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی ولادت پر خوشی واجب ہے خوشی کا اظہار اللہ کی سنت ہے۔

ولادتِ مصطفیٰ پر خوشی کا اظہار اللہ کریم کی سنت ہے

دلائل گزر چکے کہ اللہ کریم نے محبوب کی ولادت کیلئے آسمان جنت عرش و کرسی کو آراستہ فرمایا آسمان میں ستون قائم فرمائے اور کعبہ شریف پر مشرق و مغرب میں جھنڈے لگائے اور ملائکہ کرام کو تعظیم کیلئے بھیجا اور روئے زمین کو ولادت والی رات منور فرمادیا اس سال دنیا کی عورتوں کو بیٹے دیئے۔

محفل میلاد کے منعقد کرنے کا مقصد

ان مجالس کے منعقد کرنے کا مقصد محبوب کی یاد اور محبوب کے فضائل کا ذکر کرنا ہے وہ ذکر مصطفیٰ بے قید ہے ولادت کے واقعات بیان ہوں یا عام فضائل بیان ہوں ذکر حبیب اللہ کی سنت ہے کیونکہ سارا قرآن آپ کے ذکر سے بھرپور ہے تو ذکر رسول اللہ کی عادت سے متصف ہونا ہے اور یہ شرعاً مطلوب ہے۔ حدیثِ پاک تخلقوا با خلاق اللہ اللہ کی عادات کو اپناؤ۔

ذکرِ حبیب کے دو حال

آپ کا ذکر انفرادی طور پر ہوگا یا اجتماعی طور پر ہوگا ذکر رسول دنوں طرح اللہ کی سنت ہے اور دارین کی کامیابی کا موجب ہے۔ ذکر رسولؐ اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کا ذکر کائنات کی تخلیق کا مقصد ہے۔ ذکر رسول آپ کی محبت کی دلیل ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا من احب شیأ اکثر ذکرہ جس نے کسی چیز سے محبت کی اس نے اسی چیز کا ذکر زیادہ کیا اور آپ کی محبت کا ثواب آخرت میں آپکا ساتھ ہے جیسے کہ آپ کی حدیث المرء مع من احب ہے آخرت میں مرد اسی کیساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔

ذکر نعمت فلاح دارین کا موجب ہے

ارشادِ باری ہے فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور رسول تمام نعمتوں کا مصدر ہیں تو نعمتوں کی اصل کی یاد بطریق اولیٰ فالح دارین کا موجب ہوگی۔

محفل میلاد منعقد کرنے کا مقصد ذکرِ خلقت اور ذکرِ ولادت ہے

ذکر خلقت نور ذکر ولادت طیبہ طاہری سنت رسول ہے جیسا کہ مفصل گزرا۔

(حدیث نمبر ۱) میں اللہ کا نور ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔

(حدیث نمبر ۲) اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

(حدیث نمبر ۳) میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔

طعام کھلانا رسول کی سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنی ذات سے بکری ذبح فرمائی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۳۷) یہ جانور عقیقہ نہیں ہے کیونکہ عقیقہ عبدالمطلب نے آپ کی ولادت سے ساتویں دن کر دیا تھا عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں ہوتا۔ ثابت ہوا کہ یہ جانور اس بات پر اظہار شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا اور اُمت کیلئے قانون سازی ہے جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر دُرود پڑھتے تھے قانون سازی کیلئے تو آپ کی ولادت پر شکریہ ہمارے لئے مستحب ہے مجلس منعقد کرنا بھی عملی شکریہ ہے طعام کھلانا اور ان کے علاوہ اور عبادات اور خوشیوں کا اظہار بھی عملی شکریہ ہے۔

اللہ نے ہمارے لئے جائز کیا کہ ہم اس کی بڑی نعمت پر سوموار کا روزہ رکھ کر عملی شکریہ کریں اور اس نص سے اشارۃً سمجھا جاتا ہے کہ اس دن میں تمام عبادات مستحب ہیں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کا مقصد یہی ہے۔

آپ کی ولادت پر خوشی منانے کی برکت اور فوائد

آپ کی ولادت پر جو خوشی کرے گا اس کے عذاب میں تخفیف ہو گی اگر چہ خوشی کرنے والا کافر ہو۔ بخاری شریف ص ۷۶۴ پر ہے، عروہ نے کہا ثوبیہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈ ہے ابولہب نے اسے آزاد کیا تھا ثوبیہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب فوت ہوا اس کے بعض گھر والوں نے برے حال میں دیکھا (یعنی حضرت عباس) حضرت عباس نے فرمایا کیسا بدلہ ملا؟ ابولہب نے جواب دیا تمہارے بعد کوئی بہتری نہیں پائی ہاں میری وہ انگلی جس کے اشارہ کے ساتھ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا اس سے مجھے کوئی چیز پلائی جاتی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے کہا سہیلی نے ذکر کیا خواب میں دیکھنے والے اس کے بھائی عباس ہیں یہ خواب انہوں نے ابولہب کی وفات سے ایک سال بعد دیکھا تھا۔ غزوہ بدر کے بعد ابولہب نے حضرت عباس کو کہا کہ جب سوموار کا دن آتا ہے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ علماء کرام نے کہا جب ابولہب کو ثوبیہ نے ان کے بھتیجے محمد بن عبداللہ کی ولادت کی خبر دی اس لونڈی کو ابولہب نے بشارت دیتے ہی آزاد کر دیا تو اس وجہ سے اسے یہ بدلہ ملا۔ (البدایہ والنہایہ، ص ۲۷۳)

جب کافر ابولہب جس کی برائی میں قرآن اُترا کو میلادِ مصطفیٰ پر خوشی کا یہ بدلہ دیا جاتا ہے تو وہ موحد مسلمان جو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت سے ہو اور وہ آپکی ولادت کی خبر کا نشر کرے اور آپکی محبت میں جو اس سے ہو سکتا ہے خرچ کرے اس کا کیا حال ہو گا مجھے میری زندگی کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہو سکتی ہے کہ اسے اپنے فضل سے جنات نعیم میں داخل فرما دے۔

امام قسطلانی کا بیان...... اہل اسلام ہمیشہ آپ کی ولادت والے مہینہ میں انتظام کرتے رہے اور طعام کا کام کرتے رہے اور اس کی رات میں مختلف قسم کے صدقات کرتے رہے اور خوشی کا اظہار کرتے رہے اور زیادہ نیکیاں کرتے رہے اور آپ کے میلاد پڑھنے کی بڑی شان سمجھتے رہے اور ان پر آپ کی برکات سے ہر عام ہونے والا فضل ظاہر ہوتا رہا میلاد کے خواص سے جو بات تجربہ میں آئی وہ یہ ہے کہ آپ کا میلاد منانا اس سال امان ہے اور مقصد پانے میں جلد ملنے والے خوشخبری ہے اللہ کریم اس مرد پر مہربانی کرے جس نے آپ کی ولادت والے مہینہ کو عید بنایا۔ (مواہب اللدنیہ، ج ۱ ص ۲۷)

تنبیہ ...... ہمارے علماء کرام کی تصریحات کہ علم مولد بدعت حسنہ ہے اس سے مراد یہ ہے صدقات کرنا زینت و سرور کا اظہار یہ اچھی بدعت ہے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ذکر میلاد بدعت ہے بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر اُمت کا اتفاق ہے اور عمل مولد اور لوگوں کا اس کیلئے اجتماع مستحب ہے۔ (انسان العیون، ج ۱ ص ۱۳۷)

باقی ذکر رسول تو اللہ کریم کی سنت ہے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

فصل نمبر-۳ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر اللہ کی سنت ہے

نص نمبر-۱﴾ پارہ نمبر تین آخری رکوع اللہ تعالیٰ نے فرمایا: و اذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے پختہ وعدہ لیا جب کہ میں تمہیں کتاب وحکمت دے دوں پھر تمہارے پاس بڑی شان والا رسول آئے تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ یہ ارواح انبیاء کا اجتماع ہے اور اس اجتماع میں متکلم اللہ ہے اللہ نے اپنے حبیب کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا اور یہ حقیقت بے نقاب کی کہ وہ تمہارے نبی اور رسول ہیں۔

نص نمبر-۲﴾ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمت کے ان لوگوں کو جو آپ کا زمانہ پائیں حکم کردو کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۱۹)

نص نمبر-۳﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مجلس منعقد فرمائی اور اپنی اُمت کو محبوب کی آمد کی خبر دی اللہ کریم نے فرمایا: ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو عظیم الشان رسول کے آنے کی بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا۔

نص نمبر-۴﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جس شخص نے دنیا سے رحلت کے بعد میری ملاقات کی اور وہ میرے حبیب احمد مجتبیٰ کا انکار کرتا ہے میں اسے جہنم کی آگ میں داخل کروں گا۔ (خصائص کبریٰ، ص ۳۳)

نص نمبر-۵﴾ شعبی سے روایت ہے انہوں نے کہا اللہ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں آپ کی اولاد سے بادشاہ اور نبی بھیجوں گا یہاں تک کہ حرم میں رہنے والے نبی بھیجونگا جن کی اُمت بیت المقدس کا ڈھانچہ بنائیگی اور وہ آخری نبی ہیں ان کا اسم گرامی احمد ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۲۵)

نص نمبر-۶﴾ شعبی سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایک صحیفہ میں ہے کہ آپ کی اولاد میں بہت قسمیں اور قومیں ہوں گی یہاں تک کہ نبی اُمی تشریف لائیں گے جو آخری نبی ہوں گے۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۲۴)

تو یہ بات قرآن اور حدیث سے ثابت ہوگئی کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ و عز برھانہ نے اپنے رسول کا ذکر اور تشریف آوری ارواح انبیاء کے سامنے بھی بیان فرمائی اور فرداً فرداً ہر نبی کے سامنے عالم دنیا میں بھی محبوب کی آمد اور تشریف آوری کا ذکر فرمایا۔

فصل نمبر-٤ انبیاء کے اجتماع میں اپنا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے

سیّد الانبیاء حضرت **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عالم دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے سامنے اپنا ذکر فرمایا۔

نص نمبر-۱﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان اُتارا جس میں ہر شے کا بیان ہے اور میری اُمت کو بہترین امت بنایا جو لوگوں کیلئے نکالی گئی اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو اوّل اور آخر بنایا اور میرا شرح صدر فرمایا اور میرے اس کام کو جو امت کیلئے غیر مستحب ہے مستحب بنایا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور وجود کی ابتداء میرے ساتھ فرمائی اور نبوت کو مجھ پر ختم کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا فاتح اور خاتم کے ساتھ وہ تم پر فضیلت پا گئے۔ (جواہر البحار، ج۳ص۴۰۳)

نص نمبر-۲﴾ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے گویا کہ انہوں نے آپ کے حسب و نسب میں کوئی طعن والی بات سنی' وہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتائی تو نبی منبر پر کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا میں کون ہوں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی مجھے بہترین مخلوق میں رکھا پھر مخلوق کے دو گروہ بنائے مجھے بہترین گروہ میں بنایا پھر ان کے قبیلے بنائے مجھے بہترین قبیلے میں رکھا پھر ان کے گھر بنائے مجھے بہترین گھر میں بنایا تو میں اپنے خاندان کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں یعنی میرا خاندان اور گھر سب سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ج۲ص۵۱۳)

فصل نمبر-۵ ذکرِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے

نص نمبر-۱ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کریم نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اور آسمان والوں پر فضیلت دی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا اے ابوالعباس! آپ کو اللہ کریم نے آسمان والوں پر کیا فضیلت دی؟ آپ نے فرمایا کہ آسمان والوں پر اللہ نے آپ کو یہ فضیلت دی کہ ان کیلئے فرمایا کہ ان سے جو بھی کہے گا کہ میں باطل معبود ہوں اسے ہم جہنم بدلہ دینگے ظالموں کو ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں اور اللہ تعالٰی نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے فرمایا کہ ہم نے آپ کو روشن کامیابی عطا کی تا کہ اللہ کریم آپ کو پاکیزہ بنائے صحابہ کرام نے کہا آپ کی انبیاء پر کیا فضیلت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کریم نے فرمایا کہ ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسکی قوم کی زبان دیکر بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کیلئے بیان کرے اور اللہ تعالٰی نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے فرمایا کہ ہم نے آپ کو سب لوگوں کیلئے بھیجا اللہ نے آپ کو جنوں کی طرف بھی بھیجا۔ (مشکوٰۃ شریف، ج۲،ص۵۱۵)

نص نمبر-۲ عطا بن یسار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمرو ابن العاص سے ملا میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تورات میں جو صفت ہے مجھے بتایئے انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم آپکی تورات میں بعض وہ صفات ہیں جو قرآن میں ہیں تورات میں آپکی صفت ہے کہ ہم نے اے نبی آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اُمی امت کا محافظ بنا کر بھیجا آپ میرے عبد اور میرے رسول ہیں میں نے آپکا نام متوکل رکھا آپ سخت مزاج اور تند خو نہیں ہیں بازاروں میں پھرنے والے نہیں ہیں آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف کر دیتے اور بخش دیتے ہیں اور اللہ کریم آپ کو اپنی طرف نہیں بلائے گا جب تک ضعیف ملت کو قائم نہیں فرمائے گا اُمت لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلے اور اس ملت کے ساتھ نہ دیکھنے والی آنکھوں کو کھول دے گا اور نہ سننے والے کانوں کو اور حجاب والے دِلوں کو کھول دے گا۔ (خصائص کبریٰ،ص۲۶)

فصل نمبر-٦ نامِ نامی اسمِ گرامی محمّد اور احمد کے برکات اور فوائد

حدیث نمبر-۱ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے میری عزت وجلال کی قسم جو آپ کے نام کے ساتھ اپنا نام رکھے گا میں اسے آگ میں عذاب نہیں دوں گا۔ (انسان العیون، ج ۱ ص ۱۳۵)

حدیث نمبر-۲ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میدانِ محشر میں اللہ کی بارگاہ میں دو بندے کھڑے کئے جائیں گے ایک کا نام احمد ہوگا دوسرے کا نام محمد ہوگا ان کے جنت میں جانے کا حکم ہوگا وہ دونوں کہیں گے ہم جنت کے لائق کیسے ہو گئے ہم نے ایسا عمل نہیں کیا جس کے ساتھ تو ہمیں جنت کا بدلہ دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم جنت میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی ذات پر قسم اُٹھائی کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

حدیث نمبر-۳ آپ نے فرمایا جس کا بیٹا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کیلئے وہ آدمی اور اس کا بیٹا جنت میں ہوں گے۔ (ایضاً)

حدیث نمبر-۴ عطاء بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس بچے کا نام جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو محمد رکھ دیا جائے وہ نر ہی ہوگا۔ (ایضاً)

حدیث نمبر-۵ حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جس نے دوسو سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی پھر وہ مر گیا لوگوں نے اسے لیا اور روڑی پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی آپ روانہ ہوں اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے ربّ! بنی اسرائیل نے گواہی دی کہ اس نے دوسو سال تیری نافرمانی کی اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بات اسی طرح ہے مگر اس نے جب بھی تورات کھولی اور اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور آپ کی ذات پر دُرود پڑھا میں نے اس کے اس عمل کا اسے بدلہ دیا کہ اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کی شادی کر دی۔ (خصائص کبریٰ، ج ۱ ص ۴۲ بحوالہ ابو نعیم)

اسے

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس — اللہ اللہ خلق را فریاد رس

اے محبوب جب آپ کا مثل زمانہ میں نہیں پایا جاتا اللہ کیلئے مخلوق کی دستگیری فرمائیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

کروں تیرے نام پہ جاں فدا — نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا — کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

فصل نمبر-۷ ذکرِ ولادت ہوتے ہوئے قیام کرنا

محبوب کا ذکرِ میلاد ہورہاہواور قیام کیا جائے یہ انتہائی تعظیمِ رسول ہے اس پر قرآن شاہد ہے۔

نص نمبر-۱﴾ وتعزروہ وتوقروہ پیارے محبوب کی عزت وتوقیر کرو عزت وتوقیر مامور ہے اور قیام میں عزت پائی جاتی ہے اللہ کریم نے کوئی قید نہیں لگائی لہٰذا ہر حال میں تعظیم ہونی چاہئے تعظیم جس وقت کرو جس جگہ کرو جس حال میں کرو قیام کی حالت میں بیٹھنے کی حالت میں ہر حال میں شرعاً مطلوب ہے تعظیم رسول شعائر اللہ سے ہے۔

نص نمبر-۲﴾ ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دِلوں کی پرہیزگاری ہے حج کیلئے یا قربانی کیلئے جانور کا موٹا اور خوبصورت قیمتی لینا جانور کی تعظیم ہے قیام عند ذکرالولادت میں انتہائی تعظیم ہے یہ تعظیم تقویٰ کی علامت ہے۔

نص نمبر-۳﴾ ما راٰہ المومنون حسنا فھو حسن ایمان والے جس کام کو خوبصورت دیکھیں وہ کام اچھا ہے۔

فصل نمبر-۸ **اجماعِ اُمت**

اُمت کا اتفاق ہے کہ عمل مولد اچھا کام ہے قرون اولیٰ میں انتظامات کی کثرت نہیں تھی لوگوں کے اجتماع کی کثرت بھی نہیں تھی۔
(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۳۶)

امام سیوطی نے فرمایا اصل عمل مولد جو کہ لوگوں کا جمع ہونا ہے اور جو ہو سکے قرآن کا پڑھنا ہے اور ان احادیث کا نقل کرنا ہے جو آپکی خلقت کے بارے وارد ہوئیں اور ان معجزات کا نقل کرنا ہے جو آپکی ولادت کے وقت ظہور پذیر ہوئے پھر کھانے کا انتظام کہ حاضر ہونے والے کھائیں اور اس کے بعد کوئی ناجائز کام نہ کریں یہ ایسا نیا نیک کام ہے کہ جس پر کرنے والے کو ثواب دیا جائیگا کیونکہ اس کام میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کی تعظیم ہے اور خوشی کا اظہار ہے اور آپ کی ولادت کی خوشی منانا ہے طعام پکانا دوسروں کو کھلانا درجات سے ہے جب میلادِ پاک کی خوشی ساتھ شامل ہو جائے تو ربّ کا انتہائی قرب حاصل ہوگا۔

شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

ویستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه السلام (روح البیان، ج۹ص۵۶)

آپ کی ولادت کیلئے اظہار شکر ہمارے لئے مستحب ہے

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

الاجتماع لسماع قصة صاحب المعجزات من اعظم القربات (جواہر البحار، ص۳۴۰)

مقصد نمبر-٤

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد اور اصول کے مومن موحد اور ناجی ہونے پر دلائل۔

﴿اس مقصد میں چار فصل ہیں﴾

نسب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم......ابن عبداللہ......ابن عبدالمطلب......ابن ہاشم......ابن عبد مناف......ابن قصی......
ابن کلاب......ابن مرۃ......ابن کعب......ابن لوی......ابن غالب......ابن فہر......ابن مالک......ابن النضر......ابن کنانہ......
ابن خذیمہ......ابن مدرکہ......ابن الیاس......ابن مضر......ابن نزار......ابن معد......ابن عدنان......ابن اد......ابن ادو......
ابن الیسع...... ابن یسطع...... ابن سلیمان...... ابن ثابت...... ابن حمل...... ابن قیذار...... ابن اسماعیل علیہ السلام......
ابن ابراہیم علیہ السلام......ابن تارخ......ابن ناحور......ابن ساروغ......ابن راعو......ابن فالخ......ابن عابر......ابن شالخ......
ابن ارفخشد...... ابن سام...... ابن نوح علیہ السلام...... ابن لامک...... ابن متوشلخ...... ابن ادریس علیہ السلام...... ابن یرد......
ابن مہلائیل......ابن قینان...... ابن یانش......ابن شیث علیہ السلام......ابن آدم ابی البشر علیہ السلام۔

﴿بعض کے نزدیک ادو﴾

ابن مقوم......ابن ناحور......ابن تیرح......ابن یعرب......ابن یشجب......ابن نابت......ابن اسماعیل علیہ السلام۔

فصل نمبر-۱ اس پاکیزہ سلسلہ کا ایمان قرآن پاک سے ثابت ہے

جاننا چاہئے کہ نبی پاک علیہ السلام کے آباء کرام مرتبہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بزرگ اور افضل ہیں۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ وعز برہانہ نے اس سلسلہ کو کفر اور شرک وار گناہوں کی میل سے پاکیزہ فرمایا۔ یہ سلسلہ مکمل اوّل سے آخر تک اللہ کریم کا محبوب ہے اس سلسلہ کا شرف نص سے ثابت ہے۔

نص نمبر-۱﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: لقد جاءکم رسول من انفسکم

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر کبیر ص ۵۲۱ پر فرمایا: وقری من انفسکم ای من اشرفکم وافضلکم میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تشریف آوری ایسے سلسلہ سے ہوئی جو تم سے زیادہ بزرگ اور زیادہ فضل والا سلسلہ ہے۔

و قیل هی قرأة رسول اللّٰه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کہا گیا کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی قرأت ہے۔

شیخ احمد صاوی نے لکھا: وقرأ من انفسکم بفتح الفاء من النفاسة والمعنی جاءکم رسول من اشرفکم وارفعکم قدرا (صاوی، ص ۱۵۰)

انفس کی زبر سے بھی پڑھا گیا جس کا مصدر نفاست ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ تمہارے پاس جو عظیم الشان رسول جلوہ گر ہوئے وہ ان سے ہیں جو مرتبہ میں تم سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں۔ چونکہ نص مطلق ہے لہٰذا اس سلسلہ کی شرافت اور رفعت شان ہر طرح ثابت ہوگی ان کی ذات بھی اعلیٰ انکے صفات بھی اعلیٰ۔ محقق آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں ان کی ہر طرح کی رِفعت شان پر نص کیا انہوں نے کہا ای اشرفکم فی کل شیٔ کہ اس سلسلہ کی شان یہ ہے کہ یہ سلسلہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی تم سے بلند شان والا ہے صفات کے اعتبار سے بھی بلند شان رکھتا ہے۔ (روح المعانی، ص ۵۷)

نص نمبر-۲ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: و تقلبك فى الساجدين

محقق آلوسی نے کہا۔ (ترجمہ) : ساجدین سے مراد مومن ہیں آیت کا معنی یہ ہے کہ پیارے محبوب جب آپ اداءِ رسالت کیلئے کھڑے ہوتے ہیں وہ آپ کو دیکھتا ہے اور مومنوں کے درمیان آپ کا چلنا پھرنا یا تبلیغ کیلئے ان کے ساتھ ہونے کو اللہ دیکھتا ہے ساجدین سے مومن مراد لینا ابن عباس اور قتادہ سے مروی ہے مگر معنی مذکورہ خفا سے خالی نہیں اور ابن جبیر سے ہے کہ ساجدین سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں معنی یہ ہے کہ اللہ کریم آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جیسے کہ وہ تبلیغ کیلئے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھتا ہے کہ وہ تبلیغ کیلئے چلتے ہیں اور یہ معنی ایسا ہے جیسے کہ تم دیکھتے ہو اور ساجدین کی تفسیر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ یہ نقل ایک جماعت سے ہے ان سے امام طبرانی اور بزار اور ابونعیم ہیں انہوں نے ابن عباس کی روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقلب کا معنی انبیاء کرام علیہم السلام کی پشتوں میں آپ کا منتقل ہونے کا کیا ہے کہ وہ آپ کے اصلاب انبیاء میں منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جیسے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے چلنے پھرنے کو دیکھتا ہے جو چلنا تبلیغ کیلئے ہے اللہ کریم آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جب سے آپ چلے ہیں تک کہ آپکو آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ نے جنا۔ جب تقلب کا معنی منتقل ہونا ہوا اس وقت ساجدین سے مومن مراد لینا جائز ہے یعنی تقلب کا معنی تنقل کرنے پر انبیاء والا ارادہ بھی دُرست ہے مومن مراد لینا بھی درست ہے اس آیت سے ابوین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایمان پر استدلال کیا گیا اُمت اہلسنّت سے کثیر اسی طرف گئے۔ (روح المعانی، پ۱۹، ص۳۷)

شیخ احمد صاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں، ساجدین سے مراد مومن ہیں معنی یہ ہے کہ اللہ کریم آپ کو مومنوں کی پشتوں اور رحموں میں منتقل ہوتا ہوا دیکھتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک آپ کے تمام اصول مومن ہیں۔ (صاوی، ج۳ ص۱۷۲)

شیخ سلیمان جمل ص۳۵۷ امام سیوطی کا قول مصلین اس کی تفسیر بعض نے مومنین کے ساتھ کی ای يراك متقلبا فى اصلاب وارحام المؤمنين من لدن آدم و حوا الى عبد الله و آمنة فجميع اصولهٖ رجالا و نساء مؤمنون اللہ کریم آپ کو مومنوں کی صلبوں اور مومنات کی رحموں میں آدم وحوا علیہم السلام سے عبداللہ اور آمنہ تک منتقل ہوتا ہوا دیکھتا ہے تو آپ کے تمام اصول مرد اور عورتیں مومن ہیں۔ دونوں مذکورہ نصوص سے آپ کے آباء کرام کا ایمان ثابت ہو گیا لیکن مسئلہ کی قطعیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ روافض نے سمجھا۔

تفسیر مظہری میں ہے، اللہ کریم آپ کے اس منتقل ہونے کو دیکھتا ہے جو طاہرین ساجدین للہ کی پشتوں سے طاہرات ساجدات للہ کی رحمتوں کی طرف ہے اور جو ارحام ساجدات سے اصلاب طاہرین یعنی موحدین اور موحدات کی طرف ہے تاکہ یہ معنی مراد یہ بتائے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام مومن تھے۔ (تفسیر مظہری، ج۷ ص۸۹)

جاننا چاہئے کہ ہمارے مفسرین اہلسنّت اس طرف گئے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام مومن ہیں لیکن آیت زیر بحث سے مسئلہ ایمان اصول کرام کو قطعی نہیں سمجھا کیونکہ آیت کے مفسرین نے زیادہ مطلب بیان کئے جب آیت کئی معنی کی محتمل ہوئی تو مسئلہ ایمان اصول کرام ثابت ہوگیا لیکن مع الظن روافض نے اس آیت سے مسئلہ ایمان اصول کرام کو قطعی سمجھا اور یہ ان کی غلطی ہے انہوں نے مطلب کو ترجیح دے دی اور وہ آپ کا ساجدین کی پشتوں سے منتقل ہونے والا مطلب ہے ہم یہی مطلب لیتے ہیں لیکن دوسرے مطلب کیلئے آیت کو محتمل سمجھتے ہیں یعنی دنیا میں مومنوں کے ساتھ چلنے پھرنے کو اللہ دیکھتا ہے جب آیت چند معنی کی محتمل ہوئی مسئلہ قطعیت ختم ہوگئی۔ امام رازی کا اس مقصد پر کلام کہ مسئلہ ایمان اصول کرام کو اس آیت سے قطعی سمجھنا جیسا روافض نے سمجھا غلط ہے۔

جاننا چاہئے کہ شیعہ اس طرف گئے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء کرام کا مسئلہ ایمان قطعی ہے مسئلہ ایمان اصول کرام کی قطعیت کو انہوں نے اس آیت اور خبر سے نکالا البتہ یہ آیت تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا قول وتقلبك فی الساجدین ان وجوہ کا محتمل ہے جو تم نے ذکر کیں اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو ساجد سے ساجد کی طرف نقل کیا ہو جیسے کہ ہم کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا قول ان تمام وجوہات کا احتمال رکھتا ہے تو آیت کا تمام وجوہ پر حمل ضروری ہوگیا کیونکہ ایک وجہ کی دوسرے کے ساتھ کوئی منافات نہیں اور نہ ہی ایک وجہ دوسری پر راجح ہے۔ بندہ کہتا ہے کہ روافض نے خود مان لیا کہ کوئی ایک وجہ دوسری پر راجح نہیں تو ایمان اس آیت سے ثابت ہوگیا لیکن قطعیت ثابت نہ ہوئی مسئلہ کی قطعیت قول رسول سے ثابت ہے خبر یہ ہے کہ میں ہمیشہ اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوا اور جو کافر ہو وہ ناپاک ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً مشرک ناپاک ہیں انہوں نے کہا اگر تم اس مذہب کے فاسد ہونے پر اس آیت سے دلیل پکڑو۔ و اذا قال ابراهيم لابيه ازر اتتخذ اصناما الهة ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ ازار کو کہا کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو ہم کہیں گے اب بمعنی باپ کا اطلاق 'عم' چچے پر بھی ہوتا ہے روافض کا استدلال خبر سے صحیح ہے زیر بحث نص سے قطعیت ثابت کرنا درست نہیں جب روافض نے خود اقرار کیا کہ لا رجحان کہ کوئی ایک وجہ ترجیح نہیں پا سکتی پھر یہ کہنا کہ نور نبوی کے ساجد سے ساجد کی طرف منتقل ہونے والی وجہ ہی راجح ہے غلط قرار پایا کیونکہ لا رجحان اور رجحان ایک دوسرے کی صریح نقیض ہیں ہم کہتے ہیں کہ جب سب وجوہ برابر ہیں تو ایمان اصول کرامت ثابت ہوگیا لیکن مع الظن امام رازی نے فرمایا فا لأية دالة على ان جميع اباء محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كانوا مسلمين آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام مسلمان تھے طہارت نسب والی تمام احادیث اس مقصد کی تائید کرتی ہیں۔

فصل نمبر-۲

جمہور اہلسنّت کا مسلک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین ماجدین سے لے کر حضرت آدم و حوا علیہم السلام تک آباء و امہات مومنین و موحدین ہیں۔ (مقالات کاظمی، ص ۶۵) حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبا و امہات الی آدم و حوا علیہم السلام کے زِنا و فحاشی سے پاک ہونے پر اجماع اُمت ہے اس پر نصوص شاہد ہیں۔

نص نمبر-۱﴾ عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما ولدنی من سفاح الجاھلیۃ شیٔ وما ولدنی الانکاح کنکاح الاسلام (البدایہ والنہایہ، ج ا ص ۲۵۶۔ مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۶۶۔ خصائص کبریٰ، ص ۹۲) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جاہلیت کے زمانہ کی بے حیائی ذرّہ برابر نہیں پہنچی۔ میں نکاح اسلام جیسے نکاح ہی سے پیدا ہوا۔

نص نمبر-۲﴾ عن محمد بن علی بن حسین ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال انما خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن أدم لم یصبنی من اھل الجاھلیۃ شئ ولم اخرج الا من طھرۃ محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے جلوہ گر ہوا میں بے حیائی سے ظاہر نہیں ہوا آدم علیہ السلام سے اہل جاہلیت کی کوئی چیز ذرہ برابر مجھے نہیں پہنچی اور میرا ظہور پاکیزہ ترین ہستیوں سے ہوا۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۹۲)

نص نمبر-۳﴾ عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قرأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لقد جاء کم رسول من انفسکم بفتح الفاء وقال انا انفسکم نسبا و صھرا وحسبا لیس فی آبائی من لدن أدم سفاح کلنا نکاح (انسان العیون، ج ا ص ۶۸۔ مواہب اللدنیہ، ص ۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت کو فا کی زبر سے پڑھا اور آپ نے فرمایا میں از روئے نسب سے زیادہ بزرگ ہوں میرا اسرال والا سلسلہ بھی زیادہ بزرگ ہے میرا خاندان سب بزرگ ہیں میرے آبا میں آدم علیہ السلام سے کوئی بدکاری نہیں ہمارا سلسلہ نسب سب نکاح ہی سے ہے۔

نص نمبر-۴﴾ عن ھشام بن محمد بن السائب الکلبی عن ابیہ محمد قال کتبت للنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم خمسمائۃ ام فما وجدت فیھن سفاحا ولا شئیا مما کان فی امرا الجاھلیۃ (مواہب اللدنیہ، ج ا ص ۶۶۔ البدایہ والنہایہ، ص ۲۵۶) ہشام بن محمد کلبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے نبی پاک علیہ السلام کے سلسلہ کی پانچ سو ماں لکھی تو کسی میں مَیں نے بے حیائی نہیں پائی اور نہ امر جاہلیت کی کوئی چیز پائی۔

نص نمبر-۵

عن ابن عباس قال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت فداك ابی و امی این کنت وآدم فی الجنة قال فتبسم حتی بدت نواجذه ثم قال کنت فی صلبه ورکب بی السفينة فی صلب ابی نوح وقذف بی فی صلب ابراهيم لم يلتق ابو ای علی سفاح قط لم يزل اللّٰہ ينقلنی من الاصلاب الحسيبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذبا لا ينشعب شعبتان الا كنت فی خيرهما (البدایہ والنہایہ، ج ا ص ۲۵۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے آپ کہاں تھے انہوں نے کہا کہ آپ خوش ہوئے آپ کی داہڑیں ظاہر ہوگئیں پھر آپ نے فرمایا میں آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا مجھے کشتی میں سوال کیا گیا اپنے باپ نوح علیہ السلام کی پشت سے مجھے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ڈالا گیا مجھے ماں باپ بے حیائی پر ہرگز نہیں ملے۔

نص نمبر-٦ عن ابی هريرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بعثت من خير قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی كنت فيه (مشکوٰۃ شریف، ج۲ ص۵۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نور ہمیشہ اس طبقہ میں رہا جو بنی آدم کے طبقات سے بہتر ہے ایک طبقہ کے بعد جب دوسرا طبقہ آیا میرا جلوہ گری بہترین طبقہ میں رہی یہاں تک کہ میں اس طبقہ میں پہنچا جس میں مَیں ہوں۔

نص نمبر-۷﴾ عن واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم یقول ان اصطفی کنانة من ولد اسماعیل واصطفی قریشا من کنانة واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم (مشکوۃ شریف، ج۲ص۵۱۱۔ مسلم،ص۲۴۵)

واثلہ ابن اسقع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو برگزیدہ فرمایا اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

نص نمبر-۸﴾ عن العباس بن عبد المطلب قال قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا خیرهم نفسا وخیرهم بیتا (ترمذی شریف،ص۲۰۲)

عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خاندان ہر خاندان سے بہتر اور میرا گھر ہر گھر سے بہتر ہے۔

نص نمبر-۹﴾ من عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال لی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لی جبریل قلبت الارض من مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد وقلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد نبی اب افضل من بنی هاشم (البدایہ والنہایہ، ج۱ص۲۵۷۔ حجۃ علی اللہ العالمین، ص۲۲۲۔ خصائص کبریٰ، ج۱ص۹۶)

اُم المؤمنین والمومنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میں کل روئے زمین پھرا مشرق و مغرب پھرا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی مرد نہیں پایا اور مشرق و مغرب زمین چھان ماری بنی ہاشم قبیلہ سے افضل قبیلہ نہیں پایا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام ۔۔۔ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میں تمام اطراف عالم پھرا حسینوں سے محبت کی بہت حسین دیکھے لیکن پیارے آقا آپ کا مثل کو نہیں۔

یہی بولے سدرہ والے ۔۔۔ چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ۔۔۔ تیرے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

نص نمبر-۱۰ عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما ان قریشا کانت نورا بین یدی اللّٰه تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالك النور وتسبیح الملائكة بتسبیحهٖ فلما خلق اللّٰه آدم القیٰ ذالك النور فی صلبهٖ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فا هبطنی اللّٰه الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراهیم ثم لم یزل اللّٰه ینقلنی من الاصلاب الکریمة الی الارحام الطاهرة حتی اخرجنی من بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط (حجۃ اللہ العالمین، ص۲۲۲)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قریش تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے اللہ کے سامنے نور تھا وہ نور تسبیح کرتا تھا اور فرشتے اسی نور کی تسبیح کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ نور ان کی پشت میں رکھ کر زمین پر اُتارا اور مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں کیا اور مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رونق افروز فرمایا پھر ہمیشہ معزز پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے ظاہر فرمایا جو کہ ہرگز بے حیائی پر نہیں ملے۔

ان تمام احادیث سے آپ کے تمام اصول کرام کے ایمان کی قطعیت ثابت ہوگئی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے نسب کو برائی سے پاکیزہ بنایا تو وہ کفر سے اس پاکیزہ سلسلہ کو پاک کیسے نہیں کرے گا کیونکہ جو قبیلہ کفر سے پاک نہ ہو وہ اپنے غیر سے افضل نہیں ہوسکتا اور نہ بہتر ہوسکتا ہے آپ کا نسب عالی تمام نسبوں سے علی الاطلاق افضل ہے ایمان کی وجہ سے بھی اور باقی تمام فضل کی وجہ سے بھی آپ کے آباء کرام موحد مؤمن ہیں۔

سوالات اور جوابات

سوال نمبر۱...... (واذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما الھۃ) ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ آزر کو کہا کیا آپ بتوں کو معبود بنائیں گے معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں بت پرستی پائی جاتی ہے۔

جواب......اس سلسلہ کی طہارت قرآن پاک سے ثابت ہوچکی لہٰذا یہاں اب بولا گیا مراد چچا ہے چچا پر اب کا اطلاق عرب کے محاورہ میں ہوتا ہے آزار ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں چچا ہے۔

سوال نمبر۲...... (عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رجلا قال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم این ابی قال فی النار فلما قام دعاہ قال ان ابی واباک فی النار مسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا باپ کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا آگ میں جب وہ کھڑا ہوا آپ نے اسے بلایا فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔

جواب......اس کے چند جواب ہیں۔لفظ اب سے ابولہب وغیرہ مشرکین مراد ہیں۔ (مقالات کاظمی،ص ۶۵)

☆ یہ راوی کا تصرف ہے کسی اور راوی نے یہ لفظ نہیں کئے یہ طریق حماد ہے معمر نے اپنے طریق میں اس عبارت کی مخالفت کی معمر کے طریق میں اذا مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار عبارت ہے کہ اے مرد جب تو کسی کافر کی قبر پر گزرے تو اسے آگ کی خبر دے۔معلوم ہوا کہ مسلم شریف کی یہ خبر راوی کی غلطی ہے لہٰذا نصوص قطعیہ کے سامنے اس ترک کیا جائے گا دیکھیں قرآن پاک میں ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا جب تک ہم رسول نہ بھیجیں ہم کسی کو عذاب نہیں دیں گے نبی پاک علیہ السلام کے والدین طیبین طاہرین زمانہ فترت میں انتقال کر گئے لہٰذا خبر واحد نص کے سامنے متروک ہوگی۔

سوال نمبر۳...... (روی انه علیه السلام زار قبر امه فبکی وابکی من حوله فقال استاذنت فی ان استغفر لها فلم یوذن لی واستاذنت فی از ازور قبرها فاذن لی فزوروا القبور فانها تذکر کم الموت) (روح البیان، ص ۲۱۷) روایت کی گئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی تو آپ نے گریہ فرمایا اور قریب والوں کو رُلایا آپ نے فرمایا کہ میں نے والدہ کیلئے استغفار کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں موت کی یاد دِلائے گی۔

جواب نمبر۱...... والدہ مکرمہ کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار کا اذن نہ ہونا گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے غیر رسول کیلئے استغفار گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے کیونکہ آپ کے والدین نے زمانہ فترت میں انتقال فرمایا اس وقت گناہ کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ (مقالات کاظمی، ص ۶۵)

جواب نمبر۲...... استغفار مؤمنوں کیلئے ہوتا ہے جب آپ نے اپنی والدہ کے استغفار کا ارادہ فرمایا ایمان ثابت ہوگیا۔

جواب نمبر۳...... یہ روایت خبر واحد ہے نص قطعی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مقابلہ میں ترک کی جائیگی۔

جواب نمبر۴...... علامہ ابن حجر مکی یہ جواب دیا کہ حکمت کا مقتضی تاخر استغفار کا تھا اللہ کریم کی مشیت تھی کہ احیاء ابوین کے وقت کو دیر ہے اس وقت دیر کی جائے۔ جواہر البحار ص ۷۱ پر ہے ان المصلحة اقتضت تاخر الاستغفار لها عن ذالك الوقت فلم یؤذن له فیه حینئذ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے حکمت چاہتی تھی کہ استغفار میں دیر کی جائے لہٰذا اس حکمت کے تحت اجازت نہ دی گئی دو حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ جواہر البحار ص ۷۰ سطر نمبر ۲۶ پر اور روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے، فمر علی عقبة الحجون وهو باك حزین مغتم فبکیت لبکاء رسول صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ثم انه ظفر فنزل فقال یا حمیراء استمسکی (ای زمام الناقة) فاستذت الیٰ جنب البعیر فمکث عنی طویلا ثم انه عاد الی وهو فرح متبسم فقلت له بابی انت وامی یا رسول اللّٰه نزلت من عندی وانت باك حزین مغتم فبکیت لبکائك یا رسول اللّٰه ثم انك عدت الی وانت فرح متبسم فعماذا یا رسول اللّٰه فقال ذهبت لقبر آمنة امی فسالت اللّٰه ربی ان یحییها فاحیاها فامنت

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ہمارے ساتھ کیا عقبة الحجون مقام پر آپ حزن وغم کی حالت میں گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گریہ کی وجہ سے میں روئی پھر آپ کامیاب ہوئے تو سواری سے اُترے فرمایا اے حمیراء اونٹنی کی نکیل پکڑو تو میں اونٹنی کی کروٹ کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئی تو کافی دیر آپ میرے پاس نہ آئے جب تشریف لائے خوش تھے مسکراتے تھے میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال نمبر۳...... (روی انه علیه السلام زار قبر امه فبکی وابکی من حوله فقال استاذنت فی ان استغفر لها فلم یوذن لی واستاذنت فی از ازور قبرها فاذن لی فزوروا القبور فانها تذکر کم الموت) (روح البیان، ص ۲۱۷) روایت کی گئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی تو آپ نے گریہ فرمایا اور قریب والوں کو رُلایا آپ نے فرمایا کہ میں نے والدہ کیلئے استغفار کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں موت کی یاد دِلائے گی۔

جواب نمبر۱...... والدہ مکرمہ کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار کا اذن نہ ہونا گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے غیر رسول کیلئے استغفار گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے کیونکہ آپ کے والدین نے زمانہ فترت میں انتقال فرمایا اس وقت گناہ کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ (مقالات کاظمی، ص ۶۵)

جواب نمبر۲...... استغفار مؤمنوں کیلئے ہوتا ہے جب آپ نے اپنی والدہ کے استغفار کا ارادہ فرمایا ایمان ثابت ہوگیا۔

جواب نمبر۳...... یہ روایت خبر واحد ہے نص قطعی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مقابلہ میں ترک کی جائیگی۔

جواب نمبر۴...... علامہ ابن حجر مکی یہ جواب دیا کہ حکمت کا مقتضی تاخر استغفار کا تھا اللہ کریم کی مشیت تھی کہ احیاء ابوین کے وقت کو دیر ہے اس وقت دیر کی جائے۔ جواہر البحار ص ۱۷ پر ہے ان المصلحة اقتضت تاخر الاستغفار لها عن ذالك الوقت فلم یؤذن له فیه حینئذ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے حکمت چاہتی تھی کہ استغفار میں دیر کی جائے لہٰذا اس حکمت کے تحت اجازت نہ دی گئی دو حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ جواہر البحار ص ۷۰ سطر نمبر ۲۶ پر اور روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے، فمر علی عقبة الحجون وهو باك حزين مغتم فبكيت لبكاء رسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ثم انه ظفر فنزل فقال یا حمیراء استمسکی (ای زمام الناقة) فاستذت الیٰ جنب البعیر فمكث عنی طویلا ثم انه عاد الی وهو فرح متبسم فقلت له بابی انت وامی یا رسول الله نزلت من عندی وانت باك حزين مغتم فبكيت لبكائك یا رسول الله ثم انك عدت الی وانت فرح متبسم فعماذا یا رسول الله فقال ذهبت لقبر آمنة امی فسالت الله ربی ان یحییها فاحیاها فامنت

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ہمارے ساتھ کیا عقبة الحجون مقام پر آپ حزن وغم کی حالت میں گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گریہ کی وجہ سے میں روئی پھر آپ کامیاب ہوئے تو سواری سے اُترے فرمایا اے حمیراء اونٹنی کی نکیل پکڑو تو میں اونٹنی کی کروٹ کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئی تو کافی دیر آپ میرے پاس نہ آئے جب تشریف لائے خوش تھے مسکراتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جب سواری سے اُترے آپ حزن وغم میں تھے تو آپ کے گریہ کی وجہ سے میں رو پڑی پھر آپ خوش اور مسکراتے ہوئے میری طرف واپس ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کیوں خوش ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس گیا تو میں نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ وہ میری والدہ (حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو زندہ فرمادے تو اللہ کریم نے میری والدہ کو زندہ کردیا وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

استغفار کا اذن نہ ملنا وہ پہلے ہے اللہ کریم کی مشیت یہ تھی کہ وہ ساعت جس میں میں نے ان کی دنیا کی زندگی مقدر فرمائی اور محبوب کی اُمت سے ہونے کا شرف ان کی مقدر میں لکھ دیا وہ وقت آجائے سب کچھ اپنے وقت پر ہوجائے گا۔

روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے، فهو متقدم على احيائهما استغفار والی روایت زندہ کرنے والی روایت پر مقدم ہے احیاء ابوین والا واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہے اور استغفار والا قصہ اس سے پہلے ہے۔

احیاابوین پر دوسری حدیث روح البیان ص ۲۱۷ پر ہے، ذكر ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بكى بكاء شديدا عند قبر ابويه وغرس شجرة يابسة وقال ان اخضرت فهو علامة امكان ايمانهما فاخضرت ثم خرجا من قبرهما ببركة دعاء النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم واسلما ثم ارتحلا

ذکر کیا گیا کہ ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والدین کی قبر کے پاس سخت روئے اور دونوں کی قبروں میں درخت کی خشک شاخیں گاڑ دیں اور فرمایا اگر شاخ سبز ہوجائے تو ان کے ایمان کی علامت ہے تو شاخ ہر ایک قبر کی سبز ہوگئی تو آپ کے والدین اپنی قبروں سے باہر جلوہ گر ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کے ساتھ اور مشرف با اسلام ہوئے پھر دنیا سے رحلت کی۔

شیخ اسماعیل حقی نے فرمایا، وليس احيائهما وايمانهما به ممتنعا عقلا ولا شرعا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے والدین کو زندہ کرنا اور ان کا آپ پر ایمان لانا کسی طرح ممتنع نہیں نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرعاً۔ (روح البیان، ج ۱ ص ۲۱۷)

قرآن پاک میں اس کی اصل موجود ہے پارہ نمبر ۱ میں بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا ثابت ہے اس نے زندہ ہو کر بتایا تھا کہ مجھے میرے چچازاد بھائی نے قتل کیا۔ قرآن پاک میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر اللہ کریم نے مردوں کی ایک جماعت زندہ فرمائی۔

سوالات کا حل

سوال نمبر ۱......آدمی جب قریب الموت ہو اور عالم آخرت اس پر منکشف ہو جائے تو اب ایمان قبول نہ ہوگا۔

جواب...... الایمان بعد المعاینته ایمان یاس فلا یقبل بخلاف الایمان بعد الاعادة موت کے وقت کا ایمان نااُمیدی کا ہے اب دنیاوی زندگی کی امید نہیں ہے۔ نا امید کے وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ جب دوبارہ دنیا کی زندگی مل جائے اب ایمان قبول ہوگا وجہ یہ ہے کہ جس کو دوبارہ زندگی ملے اب اس کی وہ عمر جو اس نے پوری نہیں کی تھی اس کو پورا کرنے کیلئے وہ دنیا میں بھیجا گیا لہٰذا اس کا ایمان قبول ہوگا۔

سوال نمبر ۲...... ثابت کریں کہ دنیا سے چلے جانے کے بعد کسی کو دنیا کی زندگی ملی ہو۔

جواب...... ورد ان اصحاب الکهف یبعثون فی آخر الزمان ویحجون ویکونون من هذه الامته تشریفا لهم بذالك (روح البیان، ج۱ص۲۱۷) وارد ہوا کہ اصحابِ کہف آخر زمان میں دنیا میں بھیجے جائینگے اور حج کرینگے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت سے ہونے کا شرف حاصل کرینگے۔

روح البیان ص۲۱۷ پر ہے، ورد مرفوعا اصحاب الکهف اعوان المهدی اصحابِ کہف کا امام مہدی کا مددگار رہنا۔ مرفوع حدیث ہے یعنی اصحابِ کہف کا وقت دنیا میں آنے کا وہ ہے جب امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آچکے ہوں گے اور وہ امام مہدی کی مدد کریں گے تو موت کے بعد والی زندگی میں ان کا حج کرنا اور امام مہدی کی مدد یہ عمل معتبر ہوگا۔

شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں، ولا بدع ان یکون اللّٰہ تعالیٰ کتب لا بوی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرا ثم قبضھما قبل استیفائہ ثم اعادھما لا ستیفائہ تلك اللحطۃ الباقیۃ وآمنا فیھا فیعتدبہ وتکون تلك البقیۃ بالمدۃ الفاصلۃ بینھما لاستدراك الایمان من جملۃ ما اکرم اللّٰہ بہ نبیہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ان تاخیر اصحاب الکھف ھذہ المدۃ عن جملۃ ما اکرموا بہ لیحو زوا شرف الدخول فی ھذہ الامۃ (روح البیان، ج۱ص۲۱۷) یہ نئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کیلئے ایک عمر لکھی ہو پھراس عمر کے مکمل ہونے سے پہلے ان کی روح قبض کرلی ہو پھر اس باقی ساعت کے پورا کرنے کیلئے ان کو دوبارہ دنیا میں بھیج دیا ہو تو آپ کے والدین اس باقی ساعت میں ایمان لائے تو ان کے اس ایمان کو معتبر قرار دیا گیا یہ بقیہ عمر جو دونوں زندگیوں کے درمیان ہے یہ ایمان حاصل کرنے کیلئے ہے محبوب کے والدین کو آپ کی امت سے ہونے کا شرف عطا فرما کر اللہ نے محبوب کی اُمت سے ہونے کا شرف عطا کیا۔ اصحابِ کہف تین سو سال اپنی غار میں رہے تین سو سال کے بعد جب وہ دنیا میں آئے ان کی تمام عبادات معتبر قرار پائیں۔ موت کے بعد عمل کا معتبر نہ ہونا قانون ہے اور اصحابِ کہف کا آخر زمان میں زندگی پانا حج کرنا عبادات کرنا اسی طرف ابوین کریمین طیبین طاہرین کا بعد الصوال زندگی پانا اور اسلام لانا خاص قانون ہے اور دونوں میں کوئی منافات نہیں خصوصاً واقعہ احیاء ابوین پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے معجزات سے قوانین نہیں ٹوٹتے احیاء ابوین والی روایت محدثین نے نقل کی اور نقل اس کی صحت کی دلیل ہے۔ وکون الایمان بہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ینفع بہ بعد الموت محلہ فی غیر الخصوصیۃ والکرامۃ (جواہر البحار، ج۲ص۱۷)

ابن حجر مکی نے فرمایا یہ قانون کہ موت کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا اس کا موقع محل خصوصیت اور عزت کے سوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصر کی نماز سورج کے ڈوبنے کے بعد اسکے واپس ہونے پر ادا قرار پائی۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے کہ یہ ایمان انکی شان ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

فصل نمبر۔٤ **محدثین کا روایت احیاء ابوین کو نقل کرنا**

امام شعرانی نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا (وبا حیاء ابویہ حتی آمنا بہ) اللہ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے والدین کے زندہ کرنے کے ساتھ مختص فرمایا وہ زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائے۔ (جواہر البحار، ص۵۵)

علامہ ابن حجر مکی ہیثمی آپ کی والدہ ماجدہ کا مدفن بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ماتت امہ ودفنت بالابواء وقیل بالحجون ویدل علیہ خبر احیائها له حتی آمنت به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم آپ کی والدہ کا انتقال ہوا اور ابواء میں دفن کی گئیں وار کہا گیا حجون میں دفن ہو گئیں اور حجون میں دفن ہونے پر آپکی والدہ ماجدہ کے آپ کیلئے زندہ کرنے والی خبر دلالت کرتی ہے وہ زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائیں۔ (جواہر البحار، ص۹۲)

علامہ ابن حجر نے وتقلبك فی الساجدین کی تفسیر میں فرمایا فهذا صریح فی ان ابوی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم آمنة و عبد الله من اهل الجنة لانهما اقرب المختارین (جواہر البحار، ص۷۰)

پیارے محبوب موحدین میں آپ کے منتقل ہونے کی مجھے قسم ہے یہ نص اس بات میں صریح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ آمنہ اور عبداللہ جنتی ہیں کیونکہ پسندیدہ ہستیوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب یہی ہیں آگے فرماتے ہیں ان اللّٰه تعالیٰ احیاهما له فامنا به خصوصیة لهما وکرامة له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اللہ کریم نے آپکے ابوین کو آپ کیلئے زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے بعد الوصال ایمان دونوں کی خصوصیت ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت ہے علامہ شیخ اسماعیل حقی نے مکمل روایت عائشہ نقل کی ج ا ص ۲۱۷ سألت الله ربی ان یحییها فاحیاها میں نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ میری والدہ زندہ فرمادے اللہ نے میری والدہ کو زندہ فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ الاشباہ والنظائر ص۴۵۳ پر اور روح البیان ج ا ص ۲۱۷ پر ہے، ان اللّٰه تعالیٰ احیاهما له فامنا به خصوصیة اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو آپ کیلئے زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے یہ ان کی خصوصی شان ہے۔ مواہب اللدنیہ ص۴۳ پر ہے، قد روی ان آمنة امنت به بعد موتها بیشک روایت کی گئی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی موت کے بعد ایمان لائیں۔

علامہ علی قاری کی شفا کی شرح ص۱۵۶ میں ہے، ان الله تعالیٰ احیا للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ابویه فآمنه بهٖ ثم اماتهما اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے آپ کے ماں باپ کو زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے پھر اللہ نے ان کو موت عطا فرمائی۔

علامہ عبدالعظیم زرقانی ص۱۸۳ میں ہے، روی من حدیث عائشۃ ایضا احیاء ابویہ حدیثِ عائشہ سے بھی آپ کے ماں باپ کا زندہ کرنا نقل کیا گیا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی انوارِ محمدیہ ص۳۷ میں ہے، روی عن عائشۃ ایضا احیاء ابویہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی آپ کے ماں باپ کا زندہ کرنا نقل کیا گیا۔

جلالین شریف (ص۱۸۰) کے حاشیہ پر ہے، والصحیح ان والدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم احییا بمعجزاتہٖ ثم اسلما وماتا وادخلا الجنۃ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین آپ کے معجزہ کے ساتھ زندہ کئے گئے پھر وہ اسلام لائے اور وِصال فرمایا اور جنت میں جلوہ گر ہوئے۔

علامہ ابن حجر الاشباہ والنظائر سے فتاویٰ حدیثیہ ص۳۶۴ میں نقل کیا، ان اللّٰہ تعالیٰ احیا ھما لہ حتی آمنا بہٖ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو آپ کیلئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

علامہ شامی کی شامی ص۴۰۰ میں ہے، ان نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قد اکرمہ اللّٰہ تعالیٰ بحیاۃ ابویہ لہ حتی آمنا بہٖ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے والدین کی حیات کے ساتھ مکرم فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیثمی کی الزواجر، ج۱ص۲۶ میں ہے، وفی الخبر احیاء ابویہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیس احیائھما وایمانھما ممتنعا اور آپ کے والدین کا زندہ کرنا حدیثِ پاک میں ہے اور ان کا زندہ کرنا اور ان کا ایمان ممتنع نہیں ہے۔

شیخ اسماعیل حقی کی روح البیان، ج۱ص۲۱۷ میں ہے، روی ان اللّٰہ تعالیٰ احیا لہ آباہ وامہ وعمہ ابا طالب وجدہ عبد المطلب روایت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد اور آپ کی والدہ اور آپ کے دادا عبدالمطلب کو آپ کیلئے زندہ فرمایا۔

تمام محدثین نے روایتِ عائشہ کی توثیق کردی اور احادیثِ کثیرہ سے طہارت نسبِ مصطفیٰ ثابت ہوئی اور وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سے ابوین کریمین کا ناجی ہونا ثابت ہوا اور روایتِ عائشہ سے ابوین کریمین کا شرف اور محبوب کی اُمت سے ہونے کی نسبت ثابت ہوئی۔

☆ .... ☆